بحضور پرنور بندگان عالی متعالی

نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان

بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہدیہ

مصنف

گلزار شاکر

معروف بہ

مثنوی چندر بدن و ہیار

یہ کتاب جمیع حضرات صوفیان والا صفات و عابدان

نیک ذات و عالمان دین متین و سالکان اہل الیقین و امیران گران مایہ

و رئیسان بلند پایہ و مدبران ممالک ہندوستانی و معززان تاجر

والا شان و شاعران نازک خیال و نکتہ سنجان با کمال کی خدمت

سراپا برکت میں محض اخلاص و محبت بلا امید و غرض نذر کرتا ہی

تحفہ کمترین مقبول خاص و عام ہو آمین

العبد ہیچمدان خادم صوفیان عبد القادر ضیا محمد شاکر متوطن شمباہ علاقہ مدراس

مطبوعہ مطبع گلزار حسینی بمبئی

ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

گلزار شاکر

یعنے واقعۂ سُندر پٹن مشہور زمن مثنوی حُسن و عشق قصۂ مہیار و چندر بدن

مصنفۂ

ماہر علوم عقلی و نقلی کاشفِ اَسرار خفی و جلی شاعر دقیقہ رس نکتہ شناس
جناب حاجی شیخ محمد عبد القادر صاحب رئیس وانمباڑی علاقہ مدراس

حسب فرمائش

عالیجناب مابا حاجی شیخ محمد عبد الرحیم صاحب ظاہرو
عالیجناب متنور شیخ عبد الرحیم صاحب رئیس اعظم وانمباڑی
علاقہ مدراس دام الطافکم

مطبع افضل المطابع حسینی بمبئی میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

ربنا اغفر لنا یا ربنا — کس زبان سے ہو سکے تیری ثنا

تو ہے واجب اور سارے ممکنات — پر تو آثار واجب کائنات

ہمسے واجب کی ثنا ممکن ہی کیا — غیر ممکن یہ کہ ہو ہم سے ادا

تو ہے واحد تو احد اور تو صمد — تو ازل سے ہے رہیگا تا ابد

فرد مطلق کا نہین ہوتا ہی زوج — چشمۂ خورشید مین ذاتی ہے موج

تو ہے جوہر سے مبرا ذوالجلال — ہے عرض سے ذات تیری بیمثال

تیرا عاشق ہے جہان اے بے نیاز — تو وہ ہے معشوق عالم دلنواز

تجھ مین وہ محبوبیت کی شان ہے — تو دلونکا خلق کے ارمان ہے

جانتا کوئی نہین قدرت کا کھیل — تو ہی جانے اپنی ہر حکمت کا کھیل

جوڑا جوڑا تو نے سب پیدا کیا — اک تن تنہا فقط تو ہی رہا

ہین سبھی معشوق و عاشق مرد و زن — تو ہے حسن و عشق پر جلوہ فگن

تیری ہر حکمت مین ہے صنعتگری — تیری ہر صنعت مین ہے حکمت بھری

شمع پر پروانہ گل پر عندلیب — شادمان مطلوب سے ہین خوش نصیب

نیک و بد عشق و ہوس صدق و دروغ
ایک کے اک ضد مین ظلمات و فروغ

جسطرح چاہا جسے جوڑا کیا
جو کیا حکمت سے وہ تھوڑا کیا

جلوہ ہر اک شے مین تیرا آشکار
تیری حکمت یادگار روزگار

ذرہ ذرہ مین نمایان حسن و عشق
ہین بہم دست و گریبان حسن و عشق

اپنے جلوی پہ ہے مائل آپ ہی
عشق صادق حسن کامل آپ ہی

داستان عاشق و معشوق پر
مبتلا ہمسکو کیا ہے سر بسر

غیر کے قصہ مین رکھا اپنا راز
پھر دیا ہمسکو سمجھ کا امتیاز

در حقیقت سب ہے تیری داستان
چشم حق بین سے نہین ہرگز نہان

آنکھ ہے جس شخص کی وحدت نگر
ہر تماشا اسکے ہے پیش نظر

واقعی تو ہے رگ جان سی قریب
اے سمیع و اے بصیر و اے مجیب

نعت

نعت پاک حضرت خیر الوریٰ
ہو کسی انسان سے کیونکر ادا

ہے ثنا خوان آپکا رب جلیل
خادم درگاہ اقدس جبرئیل

شیفتہ حق صاحب لولاک کا
مصطفےٰ عاشق خدائے پاک کا

عرش پر نعلین سی پہونچے رسول
لامکان کی سیر ہے اونکو حصول

ہین مشرف دولت دیدار سے
بہرہ ور ہین عالم اسرار سے

دین اور دنیا کی مالک آپ ہین
اور مسجود ملائک آپ ہین

سرور کون و مکان ہین کون آپ
خاتم پیغمبران ہین کون آپ

کسکو ہے کنہ نبوت کی خبر
بیخبر اس سے ہین سب جن و بشر

آپ ہین واللہ ان آنکھوں کا نور
آپ ہین دل کی خوشی جان کا سرور

آپ کے اصحاب مین سے چار یار
حضرت صدیق اکبر یار غار

دوسرے فاروق اعظم باصفا
قامع بدعات و شرک و ماسوا

تیسرے عثمان ذوالنورین یار
چوتھے حیدر ہین شہ دلدل سوار

اور آل پاک و اصحاب کرام
نیک ہین اور پاک ہین سب والسلام

مناجات

ای خدائی پاک اے عشق آفرین
بخش مجکو عشق صادق اور یقین

عشق مین پختہ نہین ہون خام ہون
کامیابی دے مجھے ناکام ہون

عشق سمجھا ہون خیال خام کو
جانتا ہون ایک صبح و شام کو

عقل اوراد راک عاجز ہین یہان
اُس جگہہ کا پاؤنین کیونکر نشان

جسقدر علم الیقین ہے لاکلام
وسوسہ ہی وسوسہ ہے وہ تمام

چاہئے باطل پرستی سے حذر
کر عنایت حق پرستی کی نظر

کھولدے آنکھین خداوند عزیز
تا مین کرلون حق و باطل مین تمیز

منکشف ہون مجھپہ انوار جمال
دور ہون دلسے یہ سب وہم و خیال

موت بہتر زندگی جہل سے
معرفت کا علم دے یارب مجھے

ہے عبث افسانہ گفت و شنید
ہین یقینی واقعات چشم دید

مخمصہ سے دل مرا بیزار ہے
صرف دیدار یقین درکار ہے

ہم عدم آباد مین تھے چین سے
ہمکو ہستی مین تو لایا کس لئے

کس ارادہ سے ترے ای ذوالکرم
جانب ہستی عدم سے آئے ہم

بطن مادر مین تھے جب ہم ای غفور
اپنی حالت کا نہ رکھتے تھے شعور

جب ہوئے پیدا تو ہم تھے شیر خوار
تھی کہان عقل و خرد پروردگار

علم ہے ہمکو بلا و سواس کا
رنج و راحت کا اُمید و یاس کا

کچھ نہ پہچانے تری حکمت کو ہم
فضل کر اب لطف کر اے ذو الکرم

گر ہدایت نیک تو ہمکو عطا
معصیت مین ہین سراپا مبتلا

جسطرح لایا عدم سے تو یہان
ویسے ہی بے لوث پہونچادے وہان

مدح پیر

پیر ہے گنگوہی رشید احمد ہین پیر
خاص اہل اللہ مین وہ بے نظیر

شیخ دوران رہنمائے انس و جان
رہبر کل ہادیٔ ہر دو جہان

معتقد ہین انکے پیران طریق
مستفیض اُنسے ہین اعیان طریق

حامیٔ دین نائب ختم رسل
عاشق حق طالب ختم رسل

ہین مقر اُنکی بزرگی کے تمام
اہل ہند اہل عرب ارباب شام

ہند مین چمکا ہے یہ تارا عجب
فیضیاب اوس نور سے دنیا ہے سب

ہو منور قبر رحمت سے مدام
یہ دعا شاکر کی ہے ہر صبح و شام

مدح ظل اللہ

شاہ آصف جاہ والا بارگاہ
مالک ملک دکن ظل اِلٰہ

میر محبوب علیخان نامدار
جو نظام الملک ہے عالی وقار

وہ کریم الخلق دانا و فہیم
وہ سلیم الطبع ذی علم و حلیم

عدل سے اسکے نظام ملک شاد
شادمان ساری رعایا بامراد

ظالم و سرکش کا سر ہے دار پر
دزد و رہزن ہو رہے ہین راہبر

اسقدر اسکا جما ہے رعب و داب
کھا رہے ہین دل مین دشمن پیچ و تاب

خود جفاکش محنتی روشن خیال
کُنہ رس سنجیدہ زکی صاحب کمال

ہے رعیّت پرور و ہمدردِ قوم
جسکو فکرِ راحت ہر فرد و قوم

طبع مین اسکی ہے ہر فن کا مذاق
بارک اللہ خود بھی ہے ہر فن مین طاق

جرأت و ہمّت مین یکتائے جہان
شہسوار و شیر دل رستم نشان

کون ہے ایسا مخیّر بادشاہ
فیض رہتا ہے روان شام و پگاہ

جسکی قسمت ہی بھلی وہ نیک فال
پاتا ہے فیض اوسکے در سے بے سوال

سایہ ہے سلطان کا ظلِّ ہما
لطف سلطان زمن لطف خدا

اے خدا اوسکو ہمیشہ شاد رکھ
اوسکے ملک و مال کو آباد رکھ

وہ رہے محفوظ یا ربِّ ذو المنن
لطفِ شہ شاکر پہ ہو سایہ فگن

تعریف سخن

ہوتی ہے دانا سے توصیف سخن
جانے کیا نادان تعریف سخن

نطق سب سے پیشتر پیدا ہوا
لفظ کُن سے پھر بنے ارض و سما

خالقِ مطلق ہے ایجادِ سخن
اوّل اوّل سب سے بنیادِ سخن

نطق جوہر خاص ہے انسان کا
اسمین کچھ حصہ نہین حیوان کا

درحقیقت نطق کی وہ شان ہے
یہ نہو تو جسم پھر بے جان ہے

اس سے ہی تہلیل و تسبیحات ہین
اس سے ہی اوصاف اسم ذات ہین

یہ بشر کے ہے فضیلت کا سبب
اشرف المخلوق کا اس سے ہے لقب

ہوشمندونکو سخن کی ہے تلاش
خاص بندونکو سخن کی ہے تلاش

نعمتِ عظمیٰ سخن ہے لا کلام
کیون نہو مقبول طبع خاص و عام

باعثِ توقیر تسکین ہے سخن
قابل قدر سلاطین ہے سخن

ہے کلیم اللہ کو قدرِ کلام — شاہد اسکا ہے کلام ذوالکرام
ہے سخن سے زندہ احوال قدیم — آئینہ ہے اس کو سب حال قدیم
زندہ رہتا ہے ہمیشہ طبع زاد — حشر تک اس سے مصنف کی ہے یاد
چند سال اولاد سے رہتا ہے نام — ہے سخن سے نام تا یوم القیام
ہے زمین پر بیخ اشجارِ سخن — چرخ پر ہے شاخ و اثمارِ سخن
ہے سخن آئینۂ یزدان پاک — کو رباطن کو نظر کیا آئے خاک
ہے ازل سے جوش دریائے کلام — تا ابد باقی رہے گا والسلام

سبب تالیف کتاب ہذا

آ گیا بیٹھے بٹھائے یہ خیال — مثنوی تحریر ہو اک بے مثال
ظاہرا دلچسپ افسانہ بنے — فی الحقیقت نقش جانانہ بنے
قصۂ نقلی مین ہو کچھ اور گھات — حالتِ اصلی مین ہو کچھ اور بات
یون کہا دل نے نہین یہ تیرا کام — ہو چکا اہل زبان کا اسمین نام
تو کہان سے لائیگا ایسا دماغ — جل سکے کا ہے کے آگے کیا چراغ
موسوی اعجاز و سحر ساحری — ایک ہو سکتے نہین دونون کبھی
تیری تالیف ہے زبان مادری — کسطرح پائیگا اسمین یاوری
مثنوی لکھنا کوئی آسان نہین — اور پھر مدراسی سی ہان ہان نہین
اول اول فکر کو سستی ہوئی — آخر آخر شوق کو چستی ہوئی
بڑھکے ہمت نے بڑھایا دل مرا — ہمت مردان ہے امدادِ خدا
دل سے ہمت نے کہا ای پست دم — جانے کیا تو شانِ ربِّ ذوالکرم
کاہ کو کرتا ہے وہ کوہِ گران — کوہ کو کرتا ہے کاہِ ناتوان

شعر گوئی مین ہے شان برتری
شاعری جزویست از پیغمبری

گو نہین ہون مین کوئی جادو بیان
میری باتین ہین مگر معجز نشان

مثنوی چندربدن مہیار کی
میری تھی دیکھی ہوئی اکبار کی

مولوی باقر آگاہ نام
نظم کی تھی آپ نے با انتظام

مل گئی مجکو پرانی بھی کتاب
اوس زمانہ کی تھی وہ لکھی کتاب

دیکھا دونون کو ملا کر شوق سے
فرق بین یہ نظر آئے مجھے

اصل مین تھا واقعہ ہی ناتمام
وہ ندارد چاہئے تھے جنکے نام

تھی دکن والونکی وہ اگلی زبان
جسمین مطلب کا نملتا تھا نشان

اسلئے مقبول خلقت وہ نہین
چاہئے جیسی عبارت وہ نہین

چھانکر تلچھٹ کو صاف ایسا کیا
پھر مئے دوآتشہ وہ بن گیا

واقعی قصہ بڑا دلچسپ ہے
واقعہ دلچسپ سا دلچسپ ہے

سبکو یہ معلوم ہے مشہور بات
ہے صداقت اسمین ای عالی صفات

قاف سی قصہ عیان ہی بسر
فا سے ظاہر فائدہ ہے کر نظر

ہی حکایت حا سے ای عالی صفات
تا سے ہے تمثیل کی معروف بات

ظا سے ظاہر ہے ظرافت کا نشان
لام سے بیشک لطافت ہی عیان

ہے یہ ساری داستان مرد فہیم
مثل اقوال بزرگان قدیم

غور سے دیکھے اگر اہل نظر
شاہد معنی ہے اسمین جلوہ گر

بیان عشق

پیر عالم پیر اعظم زندہ پیر
عشق نامی عاشقونکے دستگیر

دل پریشان ہر مرا ای اہل راز
بات وہ کر جسمین ہون راز و نیاز

دل کے بہلانیکی اگر تدبیر آج
ملتجی ہین تجھسے ہم عاشق مزاج

وہ سنگھا بوئی گل رنگین باغ
جس سے ہو جائے تر و تازہ دماغ

بات مین تیری ہے جو دلکش اثر
اوس سے دلچسپی ہے مجکو بیشتر

پہونچی ہے حدِ یقین تک تیری بات
ثابت و قایم ترے رمز و نکات

گو تلون ہے تری ہر بات مین
سر نہان ہے مگر ہر گھات مین

دل پہ میرے نقش ہے تیرا کلام
بات تیری ہے لطافت التیام

مُردہ دلکو تیری باتونسے حیات
زندہ دلکو تیری باتونسے نجات

بے تمیزونکو کہان تیری خبر
جانے کیا وہ لطفِ وصلِ سیمبر

سامنے نادان کے ذکر گلرخان
ہیچ ہے بیفائدہ اور رائگان

سامنے خُنثی کے ذکرِ مُو کمر
بے مزہ بے لُطف بے رُخ بے اثر

رمز کی باتین جو آگے مُردہ دل
خیرہ اور تیرہ پریشان مضمحل

سامنے نا آشنا کے وصف یار
سربسر فسق و فجور و لہو کار

سامنے مردون کے گفتار نیاز
دلکش و دلچسپ و دلجو دلنواز

سامنے عاشق کے تیری گفتگو
عقل تازہ بخش اور فکر نکو

سامنے میرے ترا قول و قرار
وجد آور لطف آور بے شمار

خاک ہے انسان وہ جسمین تو نہو
خار وہ گل جسمین تیری بُو نہو

ڈھونڈھتا ہی تجکو جو نیت کے ساتھ
اوس ہی تو ملتا ہی سو عزت کے ساتھ

تجھسے جو سرشار ہے وہ سربلند
تجھسے جو ہُشیار ہے وہ ہوشمند

مرد میدان ہے جو تیرا آشنا
خود کو کرتا ہے تری خاطر فنا

دیکھکر خود حوصلہ ہر اک کا تو
کرتا ہے سنجیدہ اوس سے گفتگو

مجھسے تو کرتا ہے اب اُلفت کی بات
تازہ حُسن و عشق کے رمز و نکات

ہے بہت دلچسپ تیری داستان — خود بخود ہوتا ہے دل محو بیان

علم کے مکتب کا تو اصل اصول — اور انوار دو عالم کا حصول

تو ہے زینت بخش نجم آسمان — نور مہر و ماہ اور سیارگان

تجکو زیبا ہے جہانداری کا فن — تو بڑا دانا ہے اُستادِ زمن

سب ہوا سے خوش ہین تو اسکی حیات — آگ سے شادان ہین تو اسکی ثبات

تیری حکمت ہی ہر اک شی مین محیط — تیری قُوّت عرضؔ جوہر مین بسیط

تیری حکمت کی نہایت کو کبھی — تاب کیا پہچانے کوئی آدمی

چاہ مین مینڈک جو ہو دانا فہیم — کیا خبر دریا کی اسکو اے حکیم

سنگ مین کیڑا اگر ہو ہوشیار — جانے کیا وہ گردشِ لیل و نہار

باغ مین جو گل کھلا ہو تازہ تر — اوسکو کیا گلزارِ عالم کی خبر

جو ہے پتھر مین شرر باری چمک — جانے کیا وہ کُرّۂ نارِ فلک

پھل مین جو ہے بیج اصل جُزو کل — جانے کیا وہ رنگ گل اور بوی گل

جانے حادث کیا قدیمی حال کو — جانے نادان کیا ترے احوال کو

جو حقائق اور دقائق ہین ترے — دور ہین وہ فہم اور ادراک سے

عقدۂ دشوار کھلنا ہے محال — عقل ہے اور فہم سے اے ذی کمال

ہوشمند ونکے یہان مسلوب ہوش — سربلند ونکے یہان مغلوب جوش

عقل انسان عاجز و ساقط یہان — دل مکدر نارسا وہم و گمان

قاعدہ جاری کیا تونے عجیب — اسکے ہین پابند دانا و ادیب

دائرہ سے اسکے بڑھنا ہی محال — خوب پھینکا تونے یہ حکمت کا جال

ہے نہایت ٹھیک تیرا انتظام — حکم تیرا ہے جہانمین فیض عام

تین ہین گو حرف تیرے نام کے — شش جہت مین ہین مگر چرچے ترے

اب تری تعریف کی ہو کوئی حد ۔ اک ترا ناکا ازل ہو اک ابد

ساقی نامہ

ساقیا ایسا ہو دورِ آفتاب ۔ جس سے خجلت زا ہو دورِ آفتاب

گردشِ گردون ہو پیمانہ مین آج ۔ قعرِ دخترِ رز ہو میخانہ مین آج

وہ مئے وحدت پلا دے ساقیا ۔ کھولدون چودہ طبق کا ماجرا

ہے طبیعت جوش پر آئی ہوئی ۔ شرم بیچاری ہے شرمائی ہوئی

جلد دے وہ ساغرِ توبہ شکن ۔ توڑدون کفر اسکا اس ہے دل محن

جوش مین گاؤن ترانہ عشق کا ۔ تاکہ ہو دلکش فسانہ عشق کا

رنگ جم جائے سرِ محفل ہین آج ۔ مان لین اہلِ سخن بھی دل مین آج

جوہرِ تیغِ زبان دکھلاؤن مین ۔ اس زمین مین آسمان دکھلاؤن مین

مثنوی مین معنوی کا رنگ ہو ۔ عرش پیما میرا ہر آہنگ ہو

گو مجازی بات ہے یہ ساقیا ۔ اہلِ تحقیقات ہے یہ ساقیا

دیکھنے والے کہین سہل علی ۔ سوچنے والے کہین جبل علی

اسطرح تفصیل کی اجمال ہے ۔ مختصر سب داستان کا حال ہے

جانا عاشق کا سوئے سُندر پٹن ۔ دیکھ لینا صورتِ چندر بدن

بیٹھنا مندر مین جاکر سال بھر ۔ حسن کی دیوی کا آنا پھر ادھر

اوسکے شمعِ رخ پہ پروانے کی طرح ۔ گرکے بڑھنا اوسپہ دیوانے کی طرح

کھیکے یہ جھنجھلا کے جانا یار کا ۔ اہ موئے چل کیا تو دیوانہ ہوا

جانا جنگل کی طرف صحرا نورد ۔ بولتا مصرع وہی با آہِ سرد

حاکم ایجا نگر کا دشت سے ۔ لیکر آنا گھر مین ساتھ اپنے اوسے

جان کر سودائی چندر بدن — نامہ لکھنا جانب سندر پٹن
ہو کے پھر محروم حرفِ مدعا — چھوڑ دینا اوسکو پھر نواب کا
دشت مین جانا کہین پھر ماہیار — ڈھونڈھتے آنا اُسے چندر نگار
دیکھے خود اپنے ثبوت اقرار کا — مارنا عاشق کو جان سے یار کا
پھر جنازہ جانا خود اوڑکر وہان — در پہ اُس چندر بدن کے بیگمان
کلمہ پڑھنا دلربا کا شوق سے — جان بحق تسلیم کرنا ذوق سے
دونون کا اک قبر مین ہونا نہان — اسطرح ہے اختتام داستان
ساقیا تیری نوازش ہو اگر — فیض پائین اس سے سب اہل نظر
قصۂ چندر بدن اور ماہیار — شاہدِ معنیٰ کا ہے آئینہ دار
صنع سے ہے رنگ صانع کی نمود — ہے وہی نورِ قدم نورِ شہود
شوق سے کرتا ہون ای پیر مغان — نام سے تیرے شروع داستان

آغاز داستان

شہر بیجاپور مین تھے شاہ میر — نام نامی اونکا شرف الدین پیر
اہل دین اہل الیقین اہل وقار — زندہ دل صوفی صفت پرہیزگار
سید سادات اور عالی حسب — سہروردیہ لقب والا نسب
اونکا تھا فرزند اک فرخندہ فال — خوبرو رعنا جوان شیرین مقال
نام سے مہیار کے شہرت پذیر — چشمِ خلق اللہ مین عزت پذیر
لائق و فائق تھا ہر اک علم مین — کُنہ رس فہمیدہ شخص یکتا حلم مین
علم دینی مین نہایت طاق تھا — فلسفہ مین شہرۂ آفاق تھا
نکتہ پردازی مین مشہور جہان — شعر کے فن مین تھا سحبان زمان

حسن کی تعریف کرتا تھا مدام | خوبرویون پر فدا تھا صبح و شام
عاشق صورت تھا وہ معنی پرست | حسن والونکی اداؤن پر تھا مست
بھولی بھالی شکل پر تھا مبتلا | سیدھی سادھی شکل پہ دلسے فدا
بیٹھتا تھا وہ گو چپ دبا زمین | محو نظارہ جمال یار رہین
کھینچتا تھا جذب حسن دلربا | جیسے مقناطیس ہے آہن ربا
دیکھتا تھا گر کہین رنگین نگار | ٹھہر جاتا تھا وہین بے اختیار
گویا دل بیدل کے پہلو مین نتھا | گر تھا پہلو مین تو قابو مین نتھا
پارسائی مین بھی اوسکو فکر عشق | دلمین یاد حسن لب پر ذکر عشق
ورد اوسے روے کتابی کا سبق | جسطرح منصور کو تھا ذکر حق

ف

ابن عربی حضرت شیخ الشیوخ | اسطرح کہتے ہین یہ اہل رسوخ
عشق دیتا ہے جسے رب جہان | اوسپہ رمز حسن کرتا ہے عیان
نقش مین پنہان ہے نقاش ازل | حسن مین تابان ہے عشق لم یزل
حسن پر جو مست ہے سرمست ناز | منکشف ہے اوسپہ ہر سربستہ راز
اچھی صورت دلمین آہی جاتی ہے | آنکھ کے اندر سما ہی جاتی ہے
زیست تک جو دلمین ہے تنویر شکل | فتنہ سامان ہے وہی توقیر شکل
برزخ عالم ہے حسن مہوشان | آئینہ مین سب حسینان جہان
حسن کے پردہ مین ہے جسکی نمود | عالم ارواح کا ہے وہ وجود
حسن ہے نور حقیقت کا ظہور | رہبر عاشق ہی ہے خاص نور
منزل مقصود کا حاصل ہے حسن | پیرو اہل برشتہ کامل ہے حسن
حسن ہے حسن ازل کا آئینہ | حسن ہے حسن عمل کا آئینہ

حسن ہے علم الیقین عین الیقین
حسن ہے حق الیقین حق المبین

ہے عجب ناز و نیاز حسن و عشق
ہے عجب سوز و گداز حسن و عشق

ساز مین آواز مین ہے حسن و عشق
راز مین اعجاز مین ہے حسن و عشق

عشق کے دم سے ہے جو کچھ ہے یہان
یہ نہ ہو تو پھر کہان کون و مکان

ق

ایک جا تھا مجمع اہل ہوس
اُنمین یہہ چرچا تھا کہ یہ عاشق نفس

مجمع احباب مین ارباب شوق
تھے تمنائے حسن مین اصحاب شوق

کوئی تھا مصروف توصیف حسین
کوئی تھا مشغول وصفِ نازنین

کوئی تھا مداح اوصافِ جمال
کوئی تھا محوِ جمال بے مثال

ایک تاجر تھا مسافر نوجوان
عرض کی او سنئے کہ اے دلدادگان

مجھ سے سن لو ایک تم توصیفِ حسن
حسن یوسف سے فزون تعریفِ حسن

آیا ہون سندر پٹن سے کل یہان
حسن کی لایا ہون نادر داستان

ایک راجہ ہے وہان مردِ سخی
اوس سخی کا نام ہے رنگراپتی

دیر اک سندر پٹن کے ہے قریب
جاترا ہوتی ہے دلچسپ و عجیب

ہر برس ہوتی ہے اوسجا دھوم دھام
جمع ہو جاتے ہین سارے خاص و عام

اسمین مہا دیو کی ہے مورت نمود
اسکی کرتے ہین پرستش سب ہنود

راجہ آتا ہے وہان ہر ایک سال
شوکت و فر سے مع اہل و عیال

نقل ہے سید نظام الدین شاہ
اسطرح فرماتے ہین بے اشتباہ

حسن کی تعریف تعریف حسن
حسن کی توصیف توصیف حسن

حسن کیا ہے رہنمائے عشق ہے
حسن کیا ہے پیشوائے عشق ہے

نور کا قطرہ ہے حسنِ یار مین | عشق کا ذرہ ہے حسنِ یار مین
کثرت عالم مین ہر وحدت کا نور | آئینو نمین شمع کا جیسے ظہور
درحقیقت جلوہ تابان ایک ہے | مرد و زن مین جان پنہان ایک ہے
گو ہزارون ڈھنگ کے ہین آئینے | اور زنگار زنگ کے ہین آئینے
فرق گر ہے تو نظر مین فرق ہے | کچھ نہین شمس و قمر مین فرق ہے
ابر باران اور سمندر دونون ایک | جلوہ آنکھو نکا مقرر دونون ایک
ایک دلکا آئینہ ہے ایک دل | جلوہ اک وہ جو ہرون مین متصل
مظہر اسکی ذات کا انسان ہے | خود گواہی کے لئے یہ جان ہے
آنکھ ہے تو جلوہ طور آشکار | ذرہ ذرہ مین وہی نور آشکار
پاس ہے لیکن نظر وہ آئے کیا | پردہ غفلت کا ہے آنکھو نپر پڑا
غرق ہین بحر ہوا مین ہم تمام | جیسے ماہی ہے سمندر مین مدام
کچھ نہین مچھلی کو پانی کی خبر | ہم ہوا سے جیسے ہین اب بے بصر
ہے ہوا مین روحِ ربّ العالمین | جلوہ تابان وہی ہے بالیقین
جو نہو چشم بصیرت مین غبار | صاف آتا ہے نظر وہ روئے یار
دیر و کعبہ سب کے ہے دامن مین یہی | نیت شیخ و برہمن مین یہی
کرتے ہین اسکی عبادت صبح و شام | اسکے آگے جھکتے ہین سب خاص و عام

ق

دختر نیک اختر اسکی ہے حسین | حور طلعت نور پیکر مہ جبین
کیا ہی وہ حسن خداداد آج ہے | حسن والون کیلئے سرتاج ہے
صورت اسکی صورت شمس الضحی | رویت اسکی رویت بدر الدجی
چودھوان آغاز اس ہوش کا سال | ماہ دو ہفتہ ہے وہ بدر کمال

نام بھی چندر بدن اوس ماہ کا ہے سراپا نور وہ اللہ کا
اللہ اللہ وہ بت سرو سہی اللہ اللہ وہ جمال یوسفی
چہرۂ تابان بُت طنّاز کا ہے عدو چرخ برین کے ناز کا
اوسکی پیشانی کی نورانی جھلک چھینتی ہے شمع انجم کی چمک
ابروئے خمدار بچھو کے مثال ابر کے دو ماہ کامل پر ہلال
خال مشکین عارضِ پُرنور پر دو وہ مین چھوٹی سی فلفل جلوہ گر
سمجھے تو دیکھے جو اُس بینی کا اوج چشمۂ خورشید مین اوٹھی ہی موج
وہ سنہرا رنگ وہ چہرہ غضب وہ گلابی گال وہ یاقوت لب
وہ ادا جادو وہ چتون سحر بار وہ فسونگر آنکھین وہ جادو نگار
جوبن اسکا قہر آفت ہی شباب اسکا قامت ہی قیامت کا جواب
نازنین اُس سا نہین ہی نازنین حُسن مین دیکھا نہین ایسا حسین
بات وہ ہفتہ کی ہے ای مہربان جاترے کے روز تھا مین خود وہان
راجہ کے آمد کی تھی مندر مین دھوم [illegible] ہی تھا ہر سو ہجوم
غُل ہوا پھر زوجۂ رنگراپتی یعنے رانی سیمتن بھی آگئی
ساتھ اسکے چُلبلی چنچل چلین آئی مہ پارہ پری چندر بدن
اوس صنم کا جلوۂ ندرت نما دیکھکر پُتلا بنا حیرت نما
مانگ مین سیندور کی ایسی بہار ابر مین جیسے شفق ہو آشکار
نادہ پیشانی پہ ٹیکا یون لگا جسطرح شق القمر کا معجزا
چوٹی مین پھولونکی یون گُو بافیان چرخ پر جیسے نجوم کہکشان
زینت گوش و سر و گردن گہر فاخرہ تن پر لباس سیم و زر

کہتے ہین حضرت حسن ابن علی — عاشق حسن ازل حق کے ولی

خالق کونین نے باسمہ کرم — بخشا جن و انس کو نور قدم

عشق مین پنہان ہے وہ نور ازل — حسن مین تابان ہے وہ نور ازل

برق مین انجم مین رخشان ہے وہی — چاند مین سورج مین تابان ہے وہی

دید کو چشم بصیرت چاہیے — دیکھنے والے کو ہمت چاہیے

حسن مین دلبر کے ہی وہ جلوہ گر — عاشقونکی اسمیہ ہے کامل نظر

سجدہ گاہ عاشقان کوئے حسین — ناصیہ فرسا وہان عشق حزین

عشق دلبر ہی شمول اصل ہے — سرفروشی پر حصول وصل ہے

ظلم بت ہے موجب یاد خدا — مورد بیداد ہے داد خدا

ناز اوٹھانا حسن کا ہے کار عشق — یہ مجازی ہے حقیقت دار عشق

عشق کا عالم ہے حسن یار مین — ناز مین رفتار مین گفتار مین

حسن ہے قہر و قیامت اور بلا — تیغ ابرو کی ادا مین ہے قضا

دل کسی آفت زدہ کا اسپہ آئے — آخر اسکو موت کی صورت کھائے

طور پر موسی گرے غش کھا کے جب — کھلگئے تب جوہر اسرار سب

طالب و مطلوب کا یہ ناز ہے — عاشق و معشوق کا یہ راز ہے

خوبرویون کی صفت اعجاز ناز — عشوہ ناز بتان غماز ناز

حسن والون کا سراپا ناز نور — شمع مین ہے شوخی لمّاز نور

داستان دلربا ہے حسن و عشق — طرز کاہ و کہربا ہے حسن و عشق

عشق ہے انسان کا پختہ خیال — عشق جسم و جانکا ہی سربستہ حال

ق

سنکر اتنا کہہ اوٹھا وہ جان نثار — وہ ہو گر چندر بدن مین ماہیار

چرخ سے چندر بدن کو لاؤن گا / بحر سے دُرِ عدن کو لاؤن گا

لاؤن گا فردوس سے اوس حور کو / چشمِ موسیٰ سے چراغِ طور کو

کون ہی دنیا خبر سے دور ہے / کونسا جلوہ نظر سے دور ہے

ڈھونڈھیگی اوسکو نگاہِ چشمِ شوق / برق سا کرتی ہی سیر تحت و فوق

چل دیا یہ کہکے عاشق نوجوان / راہ لی سُندر پٹن کی ناگہان

روکتے تھے اُسکو سب اغیار و یار / باپ ماں خویش و اقارب دوستدار

آگے آگے نوجوان مہیار تھا / پیچھے پیچھے سب عزیز و اقربا

ٹھہرا وہ سُندر پٹن مین نوجوان / تیر جیسے چھوڑ کر آئے کمان

غزلین یہ پڑھتا تھا دل سے بار بار / عاشقِ چندر بدن وہ ماہیار

غزل

دیچکا دل اب مصیبت ہو تو ہو / ایدل اب برپا قیامت ہو تو ہو

ہمسے تو وہ شوخ بے پروا رہا / غیر پر چشمِ عنایت ہو تو ہو

چارہ گر بس چھوڑ دے میرا علاج / موت ہی سے ابتو صحت ہو تو ہو

ہم خوشی یارونکی سب کچھ کر تو دین / جب غمِ دل سے فراغت ہو تو ہو

آپ فتنہ بنکے اوٹھے شوق سے / دلپہ یارونکے قیامت ہو تو ہو

جیتے جی تو آ چکے بالین پہ آپ / ابتو تربت کی زیارت ہو تو ہو

شکر ہے شکوہ مین ثنا کرے عیان / اسپہ بھی انکو شکایت ہو تو ہو

ولہ

ذکر مرنیکا بھی ایدل چاہیئے / راہرو کو فکرِ منزل چاہیئے

غرقِ بحرِ آشنائی ہون مجھے / چاہیئے دامان ساحل چاہیئے

شہرِ رنگین مین ہون تیرے ناوکش / باغمین شورِ عنادل چاہیئے

آئینہ دیکھو تو آوے کا مزہ — اک مہ کامل مقابل چاہیے

خود چلا آئیگا وہ ایدل یہان — شوق صادق جذب کامل چاہیے

قاتل عالم جو کہلاتے ہو تم — تیغ گردن مین حمائل چاہیے

نالے کرنا سو حسرت اگر وہان
دیکھ لینا رنگ محفل چاہیے

اوس سے ملکر دونکے والدین — بولے ای لخت جگر اے نور عین

زیب دیتا ہے تجھے یہ کام کیا — تجھکو یہ سوجھی ہے نافرجام کیا

یاد کر اپنے نسب کو تو ذرا — تھے ترے اسلاف کیسے پارسا

پہلے فتوی اپنے عقل و دل کا لے — پھر قدم اس راہ مین رکھ شوق سے

تو مسلمان وہ برہمن ذات کا — چاہیے بیٹا خیال اسبات کا

تو غریب بینوا وہ شہریار — تو خراب خستہ وہ عالی وقار

زلف کا سودا بڑھانا ہے برا — عشق کا جن سر چڑھانا ہے برا

عقل ہے جو کام ہو مرغوب ہے — راز سربستہ رہے تو خوب ہے

ہے خوشی دنیا کی اک معدوم شی — خوش کر اللہ ہے اے نیک پے

کام وہ کر باقیات الصالحات — جس سے ہو دارین مین حاصل نجات

یون دیا مہیار نے اونکو جواب — قبلہ و کعبہ مرے عالیجناب

کام جو کرتا ہون مین وہ ہی درست — منزل مقصود کو جاتا ہون چست

میرا اب چندر بدن کا دین ہے — گلبدن غنچہ دہن کا دین ہے

اوس گل بوئے وفا کا رنگ ہون — ناخلف ہون لعل ہون یا سنگ ہون

میری ملت مہ لقا کی جان ہے — میرا ایمان یار کا ایمان ہے

بندہ مین چندر بدن مہوش کا ہون — دلسے مین شیدائے دلکش کا ہون

سونپ دو اللہ پر تم مجکو آج — بس یہی ہی میری وحشت کا علاج

اب نہین ہون مین تمھارے کام کا — پالو بلبل ایک میرے نام کا

بیٹھو گھر اب جاکے تم آرام سے — فاتحہ پڑھ دو ہمارے نام سے

تھک گئے سمجھا کے برخوردار کو — یہ بڑھاتا ہی رہا انکار کو

چلدئے مان باپ بے تاب و توان — چھوڑکر اوس راحت جان کو وہان

ف

یاد رکھ اسبات کو گر عقل ہے — یون سہیل تستری سے نقل ہے

جب کیا حق نے محبت کا ظہور — سر بسجدہ تھی وہ نالان ناصبور

عرش کے سایہ کے نیچے سالہا — یہ دعا کرتی تھی باعجز و بکا

اے خدا اے مالک عرش عظیم — تونے دی ہر شئے کو جاے مستقیم

کونسا میرے لئے ہی اب مقام — یون ہوا ارشاد خلاق انام

خاص لوگونکے ہے دلمین تیری جا — جائے جو تیری ہے وہ ہی میری جا

عرض کی اوسنے کہ ای مولائے عرش — کیا سنبھالینگے مجھے یہ اہل فرش

یون ہوا مولا کے جانب سے خطاب — ہے مرے بندونکے دلمین اسکی تاب

میری بندی خاص ہین جو اہل دل — بوجھ سے ہوتے نہین وہ مضمحل

سر پہ انکے کوہ غم ہے بیکران — زیر بار عشق ہین وہ جاودان

ہوکے وہ میری امانت کے امین — وہ خلیفہ ہین مرے اور جانشین

آسمان بھی گر پڑے جو ایک دم — وہ رہینگے حال پر ثابت قدم

پھر کسی غم سے وہ ہٹنے کے نہین — حکم سے میرے پلٹنے کے نہین

جسکے دلمین ہو نہ الفت کا نشان — اوٹھ سکیگا اوس سے کیا بار گران

عاشق صادق کو کیا اورونکا غم — ہے نہ اپنے غم سے فرصت ایکدم

باپ مان سے ہے علاقہ اسکو کیا — بے تعلق جو علائق سے ہوا

ایک دل ہے اور الفت ایک کی — ہے اس آئینہ مین صورت ایک کی

غیر کا اسکو نہین خوف و خطر — دین سے دنیا سے ہے وہ بیخبر

مذہب و ملت سے اسکو کام کیا — عاشقون کو کفر کیا اسلام کیا

ق

اوٹھکے تنہا عاشق چندر بدن — شہر مین پھرنے لگا با صد محن

کرتے اوس چندر بدن کی جستجو — پھرتا تھا سندر پٹن مین کو بکو

اوس مہاراجہ کے گھر کے آس پاس — جاتا تھا دن رات بیخوف و ہراس

تاک جھانک اسکو وہان ہر آن تھی — یا وہین چندر بدن کے جان تھی

حال سے سب اسکے واقف ہو گئے — پاسبان آنے نہ دیتے تھے اودھے

رنج پہونچاتے تھے اوسکو بیشمار — زجر اور توبیخ کرتے بار بار

جھڑکی ہر ہر بات مین گالی کے ساتھ — اس سے پیش آتے بداعمالی کے ساتھ

کرتے تھے تنگ اسکو سارے پاسبان — تھا ہر اک حالت مین عاشق شادمان

شوق مین ذوق اسکو فرحت مین خوشی — رنج مین راحت الم مین خرمی

دلمین اسکے تھا فقط دلبر کا غم — تھا اسی غم مین وہ تصویر الم

آتش غم سے بھڑک اوٹھا جگر — الحذر سوز دروں سے الحذر

مضطرب تھا طالب دیدار یار — آہ لب پر دلمین سوز پر شرار

کیا جلاتا تھا خیال ماہرو — گرتے تھے آتش کے ریزے سو بسو

جانب دل آتش سوزان کا رخ — جانب دلبر غم پنہان کا رخ

تھا یونہی سوزان برابر روز و شب — آنکھ سوے دوست دل دلبر طلب

پاکے اس عاشق کو بے تاب و توان — یہ حکایت دلنے کی اس سے بیان

ح

مصر مین تاجر تھا اک آسودہ حال ‏— صاحب جود و کرم ذی جاہ و مال
نام اُس تاجر کا بلغاری حسن ‏— نامور مشہور بیوپاری حسن
آرزو تھی اوسکو اِک فرزند کی ‏— نام لیوا تھا نہ پیچھے کوئی بھی
رات دن کہتا تھا یہ اللہ سے ‏— ایخدا مجھکو کوئی اولاد دے
بعد مُدت ایک بیٹا چاند سا ‏— خالقِ ارض و سما نے دیدیا
تھا وہ لڑکا نہایت منظر خوشجمال ‏— غیرتِ خورشید اور شیرین مقال
روح مادر اور تھا جانِ پدر ‏— باپ کا دل ماں کا تھا نورِ نظر
کہتی تھی مادر اُسے محسن امین ‏— حُسن مین بیمثل تھا وہ مہ جبین
باپ کہتا تھا اُسے محسن حسن ‏— مشتہر اس نام سے محسن حسن
دیکھ کر بیٹے کو اپنے والدین ‏— کہتے تھے یہ ہے ہمارا نور عین
ہوکے خوش کہتے تھے اے پروردگار ‏— دے حیات اسکی تو بے حد و شمار
بحر الفت کا ہے یہ دُرِ یتیم ‏— اخترِ تابانِ برجِ مستقیم
الغرض اسکے ہوئے جب سات سال ‏— ہوگیا والد کا اسکے انتقال
پالتی تھی ماں محبت سے تمام ‏— اسکی ہی خدمتمین رہتی صبح و شام
فضل و الطاف خدا ہی ماں کا پیار ‏— اُلفتِ ربِ العلا ہے ماں کا پیار
باعث نشو و نما ہے ماں کا پیار ‏— سایۂ بالِ ہما ہے ماں کا پیار
اُلفت مادر کی ہے کیا انتہا ‏— الفت مادر ہے اِک لاانتہا
ایک ہی بیٹا ہو اور ہو طرحدار ‏— کیون نہو اوسپر بہت پھر ماں کا پیار
جب ہوئے اُس طفل کے اکیس سال ‏— ہوگیا ہر فن مین کامل باکمال
عشق کی پھرنے لگی دلمین ہوا ‏— حسن و الہی پر فدا ہوتا چلا

عشق کی بو سے معطر تھا دماغ ۔ دلمین اسکے حسن کا روشن چراغ

عاشق سرمست تھا شیدائی حسن ۔ آشنائے موجۂ دریائے حسن

دشمن جان اسکی تھی اوسکی نظر ۔ دل گرفتار بلا شام و سحر

چڑھ گیا اسکی نظر پر جو حسین ۔ کرتا تھا حیران اوسے دن بھر وہین

وہ قضارا ایکدن با درد و سوز ۔ کوئے قاتل مین ہوا وارد بفیروز

اک حسینہ پہ پڑی اسکی نظر ۔ ہوگیا سینہ مین دل زیر و زبر

بسکہ آنکھون مین وہ صورت تھی شتاب ۔ بندھ گیا تار نظر سے آفتاب

با سیما حیرت افزا آئینہ ۔ حور پیکر وہ سراپا آئینہ

دیکھ کر اوسکا تماشا دلفریب ۔ ہوگیا محو تماشا ناشکیب

تیغ ابرو کے مقابل دل ہوا ۔ نظرون نظرون کرتے بسمل ہوا

عشق نے دکھلا دیا اپنا اثر ۔ رہگیا عاشق کلیجہ تھام کر

محو و بیخود ہوگیا اک آن مین ۔ ہوش کچھ اسکے نتھا امکان مین

عشق کی پھرنے لگی جی مین ہوا ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتا تھا کھڑا

آنکھ لڑتے ہی بدل بیٹھا خیال ۔ کر گئی گھر دل مین امید وصال

دل کی کیا تقصیر ظالم ہے نظر ۔ یہ نہ لڑتی وہ نہ پھنس جاتا اودھر

چشم کی تمثیل لازم ہے یہان ۔ یہ نظر ہے روح خلاق جہان

اسطرح کہتا ہے اک مرد حکیم ۔ عاقل و کامل ہنرمند و فہیم

تخم نخل روح ہے نور نگاہ ۔ نور پر پردہ ہے پتلی کا سیاہ

پتلی بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے کبھی ۔ ایک سان رہتی ہے وہ تا زندگی

کھلتے پتلے مین پتلی کے سبب ۔ پتلیون مین رنگ ہے عالم کا سب

کھینچتی ہے حسن اقدس کو نظر — عشق کے پردمین ہوکر جلوہ گر
اور تصور مین بھی کرتی ہے کام — چشم باطن کے مین یہ سب کشف تام
دل اوسے لیتا ہے باوجہ کمال — اور بنادیتا ہے پھر عمدہ خیال
وہ خیال پاک بن بن کر ہوا — جاتا ہے سوئے دماغ جانفزا
پکتا ہے وہ چشم کے تنور سے — ہے علاقہ چشم کو اوس نور سے
کرکے آنکھ اوسکو بخارات لطیف — کرتی ہے پھر داخل خون کثیف
خون سے ظاہر منی ہے سربسر — ہے منی مین روح شامل کر نظر
لطف دیتا ہے وہی وقت وصال — ورنہ عضو خاص مین ہی کیا کمال
ہوتی ہے جاندار یون ہر ایک چیز — عقل اور ادراک ہے تو کر تمیز
روح کا سانچہ ہے یہ جسمانی کل — نور کا سانچہ ہے پھر روحانی کل
جو نظر مین لگیا رنگ غبار — صاف ہوجاتا ہے پھر وہ جاندار
فرض کرلے کوئی گل ہے خوشنما — وہ کسیکی آنکھ مین بھی ہے بسا
اسکو کرلیتا ہے دل فوراً قبول — دل سے مغز اور مغز سے چشم حصول
خون مین بنتا ہے پھر اسکا بخار — پھر منی اور اُس منی سے جاندار
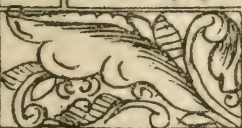
روح یون دیتا ہی ہر شے کو قدیر
حکمت علمی ہے اسکی بے نظیر

سوز الفت سے لہو کھاتا تھا جوش — عقل قبضہ مین نہ قابو مین تھا ہوش
تن مین جو عاشق کے تھا الفت کا بار — سے نکلا آگ بنکر وہ بخار
وہ پری وش نازنین نازک ادا — بیٹھی تھی گویا لیے حسن قضا
طرز شوخی نظر برق ستم — چال ہتوالی قیامت ہر قدم
اُبھرا اُبھرا اوسکا جوبن باردار — نکھرا نکھرا رنگ رخ آفت نثار

وہ دہان تنگ وہ نازک کمر — صورت برق تپان اسکی نظر
اِک غضب ڈھانا اُبھانا ناز مین — سیکڑون اعجاز ہر انداز مین
ہر ادا مین سو کرشمے آشکار — ہر کرشمہ مین ادا غمزہ ہزار
چال محشر خیز لب معجزنما — گفتگو مین آبِ حیوان کا مزا
مست وہ نوخیز عالم کی اُمنگ — دل لئے لیتا تھا نازِ شوخ وشنگ
خوب بن ٹھنکر وہ با انداز و ناز — زینت کرسی تھی با صد امتیاز
ہر ادا مین اسکے خود ظاہر یہ چال — مشتری ہو صاحبِ مال و منال
زلف کہتی تھی زبان حال سے — کیا بچیگا کوئی میرے جال سے
یہ تھا اسکے حسن و صورت پر فدا — وہ تھی اسکے سیم و زر پر مبتلا
دلمین شوق وصل اسکے بیخطر — دلمین اوسکے مادر عاشق کا ڈر
اسکو اُس سے لطف اٹھانیکا خیال — اوسکو اسکے ماں کی جانب سے ملال
کون ہے وہ یہ خبر اسکو نہین — اُسکو سب معلوم حال دلنشین
جذبِ معشوق نے کھینچا اِدھر — شوق سے مطلوب جا پہنچا اُدھر
بیٹھا ہم پہلو اُسی دلدار کے — پاکے آثار محبت یار کے
وہ جھلک دکھلائی جو محبوب تھی — وہ لٹک بتلائی جو مرغوب تھی
ناز نخرہ اسکی ہر ہر بات مین — سحر کاری کی ادا ہر گھات مین
جسکی صورت اچھی میٹھی اُسکی بات — گالی مین بھی اُسکی ہے قند و نبات
اسکے ہر ہر ناز اور انداز پر — آفرین کہتا تھا یہ شوریدہ سر
کھل گیا پھر اس سے بہر قیل وقال — خوف مادر اور نہ خوف ذوالجلال
یون کہا اوسنے کہ اے جادو ادا — میرے دلپر نقش الفت ہے ترا
تجھ پہ قربان مین او میرا مال و زر — اور تصدق تجھپہ میرا دل جگر

جسم کی میرے ہی بیشک جان تو — جان کیا شے بلکہ ہے ایمان تو
اب تمھارے نازبردارو نہین ہون — ای زلیخا مین خریدارو نہین ہون
تابع فرمان ہون تیرا ای حسین — جان سے خواہان ہون تیرا ای حسین
خود غرض مجکو سمجھنا ہے خطا — بلبل جانباز ہون اے گل ترا
رند مشرب کا ہوسنا کی خیال — ہے نہین عاشق کا جالا کی خیال
مین نہین ہرگز سیہ کار و شقی — مجھ سے ہے زندہ یہ نام عاشقی
عشق کا طور اور ہوس کا اور طور — مطلبی اہل ہوس عاشق کچھ اور
مسکرا کر اُس سے یون کہنے لگی — گر ہے زندہ تجھ سے نام عاشقی
یہ علامت عاشقونکی ہین تمام — وہ وکرے عاشق کہے دلبر جو کام
جو کہون مین وہ کریگا تو اگر — تب مین جانون تو ہی عاشق معتبر
عشق پرور کشتۂ انداز و ناز — بوالہوس پر منکشف کب ہے یہ راز
عاشق صادق یہان ہین سرفروش — بوالہوس کیونکر کرین یہ جام نوش
خوف دلمین ہی تری مانکا مجھے — اوسکو تو ملک عدم کو بھیجدے
کیون ہے کوئی خلل انداز عیش — خوف سے بے لطف ہے انجام عیش
کیا مزہ جو زندگی ہو تلخ تر — عیش و عشرت کا عدو خوف و خطر
بے خلش ہو عیش تو جب ہے مزا — با خلش جینے سے مرجانا بھلا
اپنی مان کا گر تو لادیگا جگر — پھر تو مین ہون اور تو اور تیرا گھر
کرکے قابو مین بناوٹ سے اُسے — خوب سمجھا یا لگاوٹ سے اُسے
سُنتے ہی اسبات کو شوریدہ سر — ہو گیا سر در گریبان پُر اثر
اُٹھ گئی اوسکی خودی اک آن مین — بیخودی کے ہو گیا فرمان مین
بیخودی نے یون کہا ای بوالہوس — کار عشق اور تجھ سے بس ای خام بس

کیا حقیقت ہے یہان اک جان کی — سیکڑون نے اپنی جان قربان کی
یہ عبادت ہی تری اے جان نثار — کر عبادت صدق سے لیل و نہار
تو اسیکے واسطے پیدا ہوا — ہے اسی مین تیری مادر کی قضا
دیکھ ابراہیم آذر شوق سے — کرنے قربانی پسر لوٹے چلے
حال ابراہیم ادہم بھی سُنا — جان لی بیٹے کی خود کرکے دعا
اور اک تمثیل سُن تقدیر کی — بُلبل مشتاق کے تصویر کی

ت

نقل ہی فرماتے ہین پیران پیر — مغز انسان مین مقدر ہے خمیر
روح مین آمیزش ہے دو سرنوشت — بخت سے ملتے ہین دوزخ و بہشت
فعل جو ہوتا ہے فاعل ہی ضرور — وہ عمل قسمت کا ہے از ذی شعور
جو گذرتے ہین دماغون مین خیال — وہ نوشتے ہین مقدر کے بحال
کام جو ہوتا ہے وہ تقدیر ہے — اور ازل کے خواب کی تعبیر ہے
جو تصور مین ہے وہ تقدیر ہے — اور تفکر بخت کی تنویر ہے
روغن قسمت خیالات بشر — شمع وحدت آتش نور نظر
آتش سوز مقدر شعلہ زن — وہ بھڑکتی ہی رہے سر و علن
ہونیوالی بات ہوتی جاتی ہے — شکل اسم ذات ہوتی جاتی ہے
ہوتے ہین پانی مین جو پیدا حباب — وہ مین خود پانی پہ پھر شیدا حباب
وہ مقدر ہے جو گذریگا یہان — جو گذرتا ہے وہ قسمت بیگمان
رُخ ہے سبکا جانب اصل اصول — عقل سے ممکن نہین سبکا حصول
کیون ڈبوتا ہے تو نام عاشقی — اس سے بدلیگی مشیت کیا کبھی

سرد اس سے آتش شوق وصال

تیری مادر ہو شہید ای ذیشعور — تو تجھے حاصل سعادت ہے ضرور
اُٹھ گیا پھر عاشق گم کردہ ہوش — بیخود یکبار بڑھ گیا اک بار جوش
عہد و پیمان کرکے اُس دلدار سے — لے لیا تیغ دو پیکر پیار سے
دوڑ کر گھر اپنے فوراً آگیا — ہاتھ مین لیتے ہوئے تیغ قضا
منتظر تھی دیر سے مادر ادھر — آج کیون کھانے نہین آیا پسر
خوان پر موجود پاکیزہ طعام — لحم شحم و شیر و شکر سیب آم
آیا اتنے مین چھری لیکر وہان — شق کیا سینہ کو مان کی بیگمان
چیر کر پہلوئے مادر جلد تر — لیلیا ہیہات مادر کا جگر
وہ اشارے سے یہی کہتی رہی — اے پسر اب تجھپہ مین قربان گئی
تو ہے بھوکا کھاکے جا باہر کہین — تاب تجھ مین بھوک کی ہرگز نہین
مجکو جینے کا نہ مرنیکا خیال — تو ہے بھوکا اسکا ہی رنج و ملال
پھول سا چہرہ ہوا مرجھا کے خار — پاس آ اک آخری کرلون مین پیار
اب جدا ہوتی ہے مادر ای پسر — تجکو اللہ کے حوالے چھوڑکر
بس تڑپتے چھوڑکر مان کو وہان — چلدیا دلبر کے گھر وہ نوجوان
سامنے اوسکے رکھا مان کا جگر — اوٹھ گئی ہیبت زدہ وہ پُر ہنر
اور پھر خود شور و غل کرنی لگی — جمع کچھ خلقت خدا کی ہوگئی
ہوگئی پھر دھوم دم بھر مین وہان — شادمان خوشدل کھڑا تھا نوجوان
وصل کی امید مین تھا سرخرو — دل سے اُس دلدار کی تھی آرزو
لوگ اوسکو لیچلے حاکم کے پاس — خندہ پیشانی تھا بیخوف و ہراس
لاش کو بھی لوگ لے آئے وہان — تھا ہر اک کی چشم سے آنسو روان

یہ کیا حاکم نے پھر اُس سے سوال
ہوگیا خاموش قاتل نوجوان
صورتِ تصویر وہ ساکت رہا
مار جب پڑنے لگی اوس طفل پر
چوٹ جب لگتی تھی اُسپر زور سے
درد ہوتا تھا جگر کو سخت سخت
تھا زبانِ حال سے بخشش طلب
یہ عجائب یہ غرائب دیکھکر
چھائی تھی غمکی گھٹا دربار مین
وہ حسینہ بھی گواہوں مین شمار
ہوگئی سبکی رہائی اوس زمان
دلربا کی یاد مین شادان رہا
نظروں نظروں مین تھا وہ یوسف جمال
کچھ خبر اپنی نہ کوئی بات کی
کاٹھ کا پُتلا تھا یا تصویر تھا
سہتا تھا جسطرح یہ دردِ فراق
جسطرح اسکے ہوا دل سے قلق
جب یہ ہوتا تھا مثال شمع گرم
دوسرے پر ایک کا یہ تھا اثر
عاشق صادق یہان مدہوش عشق
جسطرح عاشق کی تھی آنکھوں مین جان
کیون جگر اسکا نکالا بول حال
لب کھولا کچھ نہ بولا اُس زمان
کھوکے سب تدبیر وہ ساکت رہا
مضطرب ہوتا تھا مادر کا جگر
یہ تڑپتا تھا کلیجہ بےکسے
کودتا تھا یہ جگر اک لخت لخت
تھا وہ بیٹے کی معافی کا سبب
رہگئے حیران تماشائی بشر
شور و غل تھا دھوم تھی بازار مین
عاشق صادق خموش و خوش ہزار
ہوگیا محبوس زندان نوجوان
دلمین اسکے وصل کا ارمان رہا
دمبدم بڑھتی تھی امیدِ وصال
کچھ نہ کھانیکی نہ کچھ دن رات کی
سر بسر محوِ بُت بے پیر تھا
ہوتا تھا دلبر یہ ویسا دردِ شاق
اسطرح ہوتا تھا اُسکا رنگ فق
وہ بھی ہوتی تھی بسانِ موم نرم
ایک غم مین ہو تو دیگر چشم تر
دلبر رعنا کے دلپر جوشِ عشق
اسطرح معشوق بےتاب و توان

رُخ پر اسکے مُردنی چھائی ہوئی — اوسکی جان سینہ مین گھبرائی ہوئی

ایکسان حالت ہوئی دونونکی جب — عشق کامل ہوگیا باصد طرب

عشق نے بھی کچھ اثر دکھلا دیا — اسطرح تھا قید سے عاشق رہا

بند رکھتے تھے اوسے زندان مین — رہتا تھا وہ یار کے دالان مین

قید تھا لیکن رہا تھا قید سے — صید تھا آزاد مطلق صید سے

مارے اسکو تو لگے دلبر کو چوٹ — اور کسین اسکو تو وہ ہو لوٹ پوٹ

گر قلم اسکی ہوئی اُنگلی یہان — تو قلم ہوتی تھین اُسکی اُنگلیان

خون کچھ نکلے بدن سے اسکے گر — آنکھ سے اوسکے بہا خون جگر

اک عذاب اسپر تو اوسپر سو عذاب — اک عتاب اسپر تو اوسپر سو عتاب

ہوگیا مجرم کا جسدم سر قلم — کٹ گیا معشوق کا سر بھی بہم

وہ کٹے سر دونون حسرتناک سے — دیکھکر اک اک کا منھ تکتے رہے

عاشق و معشوق کے یہ دونون سر — شہر مین پھرتے تھے گھر گھر در بدر

گیند کے مانند سر غلطان رہے — تھے کبھی لڑتے کبھی اُٹھتے پھرے

آنکھین روشن دونونکی تارونکی طرح — جگمگاتی تھین شرارونکی طرح

قطرہائے خون تھے چنگاری بنے — ساتھ سر کے تھے شرر باری بنے

بازبانِ حال چشم خونچکان — کہتی تھی عبرت نشان یہ داستان

ہِل گیا تن سے بدن اُڑ اُڑ کی صاف — واقعاتِ عشق مین کیا اختلاف

دشمنِ عاشق ہے عشقِ فتنہ گر — کرتا ہے نابود عاشق کو مگر

شہر مین شہرہ تھا اسکا کوبکو — تھی زبان پر خلق کے یہ گفتگو

کرتا تھا ہر ایک عاشق کی ثنا — اور سب محو ثنائے کبریا

کوئی مان کے پیار کو کرتا تھا یاد — دیتا تھا کوئی جگر کو دلسے داد

کوئی تھا تدراجِ عشق فتنہ ساز
تھا اسیکو موت پر دلبر کے ناز

الغرض دونون ہوئے آخر فنا
تھا یونہی انکے مقدر مین لکھا

ایک مرقد مین ہوئے دونون دراز
اسطرح ہے کارِ عشق فتنہ ساز

مستقل رہنا تجھے درکار ہے
مستقل انسان کا بیڑا پار ہے

خاتمہ بالخیر ہو یون ہی ترا
بس یہی ہے رہنما اور بدنما

کام آسان ہے جو ہو ہمت بلند
پست ہمت پر ہے بابِ عشق بند

لطفِ حق پر چاہیے ہر دم نظر
پھر بہت آسان ہو وہ چاہے اگر

لطف سے اوسکے ہے مایوسی حرام
قاضی الحاجات ہے صحیح اسکا نام

ق

ایک دن بادل برس کر کھل گیا
چرخ کا مطلع نہایت صاف تھا

تھی حرارت گھر کے اندر بے شمار
گرمی سے گھبراتی تھی چندر نگار

بہر تفریح دلی وہ رشک حور
بام پر آئی بصد ناز و غرور

قد پہ مستانہ ادا چھائی ہوئی
اور حیا جوبن پر اترائی ہوئی

وہ نگاہین صورتِ تیغ دودم
جو دکھائین برق کو راہِ عدم

ساتھ اوس چندر بدن کی نورتن
تھی سہیلی اک حسینہ گلبدن

ہم جلیسہ دونون وہ محوِ کلام
سیر مین مصروف تھین بالائی بام

جب نشاط انگیز تھی ٹھنڈی ہوا
دل شگفتہ روح خوش غم بادپا

دھوپ کچھ کچھ منھ پہ اسکی وقتِ شام
تھا سنہری شکل پہ سونیکا کام

اُسکے لب پہ سُرخی ایسی تھی کھلی
ہر کلی کے رنگ کو تھی چوسی ہوئی

لا سنگھاتی تھی ہوا جانباز کو
نکہتِ جانبخش زلفِ مشکبو

پاکے بوئے دلربا پہونچا وہان
خوش مقدر خوش لقا عاشق جوان

دیکھکر چندر بدن کے مُنھ کا رنگ ہو گیا محوِ لقا وہ بے درنگ
بنگیا تصویر پُشت آئینہ سایۂ تحریر پُشت آئینہ
اِک قدم آگے بڑھا سکتا نتھا اِک قدم پیچھے ہٹا سکتا نتھا
لیکے حیرت آئینہ آگے بڑھی ہو گئی تصویر حیرت کی کھڑی
آفتابِ روزِ محشر تھی وہ حور یا فروغ جلوۂ انوارِ طور
دید کی مانع تھی شکل جلوہ گر چوندھیا جاتی تھی عاشق کی نظر
چہرہ ایسا خوشنما اللہ ری حُسن قامت موزون قیامت وہ ری حُسن
کُھلکے اُس چندر بدن کے مُوئے سر مخملی سینہ پہ آئے تا کمر
بال کے چلمن مین رُخ باآب و تاب کالے بادل مین ہو جیسے آفتاب
طُرۂ طرار رُخ پر تار تار یعنے بکھری اوسکی زلف مشکبار
زیر پوشاک اوسکے تن کا یہ دماغ پردۂ فانوس مین جیسے چراغ
دلمین پھر مہیار کے بیساختہ خود بخود یہ بات تھی پرداختہ
جلوہ دیکھین موسیٰ مین دیکھون تجھے وہ مبارک انکو یہ زیبا مجھے
گُل گلستان کو مبارک گُل کو بُو چرخ کو اختر مبارک مجکو تو
عرش کو کُرسی ملے رضوان کو حور دلکو دلبر جان کو جانان کا نور
دیر تک اُس ماہ کو دیکھا کیا آنکھ حُسن گرم سے سینکا کیا
جب پڑی اُس بُت پہ چشم یار گرم ہو گئی وہ موم کے مانند نرم
اسقدر تھی تیز عاشق کی نظر اسکی گرمی سے ہوئی وہ تر بتر
دیکھکر چارون طرف گھبرا گئی آپسے حیرت زدہ شرما گئی
بحرِ مغرب مین گیا خورشید ڈوب اور ہوئی چندر بدن گھر مین غروب
یہ تماشا دیکھکر مہیار نام گر گیا پڑھکر یہ شاکر کا کلام

غزل

اے مہِ سُندر پٹن چندر بدن
جانِ من چندر بدن چندر بدن

نام مین بھی ہے ترے دلکش اثر
اے مؤثر سیمتن چندر بدن

ایک ذرہ آفتاب و ماہتاب
تیرے آگے گلبدن چندر بدن

زلف کے ہر تار پر صدقے ہزار
نافۂ مشکِ ختن چندر بدن

ایک تیرے آرزوئے وصل مین
ہو گیا ہون بیوطن چندر بدن

چھوڑکر کعبہ چلا ہون سوئے دیر
ہائے دخترِ برہمن چندر بدن

عاشق و معشوق شاکر ایک ہین
جان ہے مہیار تن چندر بدن

ولہ

بیخودی کا رنگ آنا چاہیئے
وہ بھی خود کہدین کہ ایسا چاہیئے

دلمین دی اُس قاتلِ عالم کو جا
حوصلہ عاشق کا دیکھا چاہیئے

دل لیا آنکھونمین آنکھین ڈالکر
اب مجھی سے تمکو پردا چاہیئے

وہ نہ آئین یہ بھی کوئی بات ہے
ہان مقدر اپنا سیدھا چاہیئے

کوچۂ گیسو ہو یا چاہِ ذقن
بیٹھ رہنے کو ٹھکانا چاہیئے

تم چلے آؤ کلیجہ تھام کر
جذبۂ دل کا فرمانا چاہیئے

وہ وفا کے مجھسے کرتے ہین گلے
شاکر اب تو شکر کرنا چاہیئے

ولہ

تلخ غمسے زندگانی کیون نہ ہو
روز افزون ناتوانی کیون نہ ہو

تلخکامی کی ہے ساری داستان
بے حلاوت یہ کہانی کیون نہ ہو

تجھپہ کچھ اب چل نہین سکتا فسون
بے اثر جادو بیانی کیون نہ ہو

حسن یوسف تیرے آگے ماند ہے
نقش اول نقش ثانی کیون نہ ہو

چھپ نہین سکتی نگہ مشتاق کی
برملا رازِ نہانی کیون نہ ہو

کون ہے جسکو سناؤن دردِ دل
بیکسی مین بے زبانی کیون نہ ہو

طبع شاکر نے کیے گوہر نثار
خامہ محوِ زرفشانی کیون نہ ہو

ف

نقل ہے حضرت حسن بصری سے یون
تھا کوئی مزدور فرخندہ شگون

بوجھ سر پر لیکے جاتا تھا کہین
راہ مین آئی نظر اک نازنین

تھی وہ خوبی مین سراپا بے نظیر
لاکھ مین تھی ایک وہ ماہِ منیر

در پہ اپنے وہ کھڑی تھی بے ہراس
نوجوان خوش وضع خوش رو خوش لباس

آنکھ لڑتے ہی ہوا زار و نزار
فرطِ بیتابی سے تھا سیماب وار

جان اسکی غمسے ششدر رہ گئی
صاف نیت تھی مکدر ہو گئی

راستہ مین پھینک کر وہ بار راہ
کھینچتا تھا درد دل سے سرد آہ

درد اوس دیوانہ کا بڑھتا چلا
عشق نشہ کی طرح چڑھتا چلا

دیکھا اوس دلبر کی مان نے یہ ستم
خوفِ رسوائی سے با درد و الم

پاس آکر اوسکے بیتابی کے ساتھ
یون لگی کہنے وہ چالاکی کے ساتھ

میری بیٹی کی یہی ہے آرزو
وہ بنے شوہر جو ہو عابد نکو

تو اگر عاشق ہے سچا اے جوان
کر عبادت حق تعالیٰ کی بجان

گر بنیگا عابد اے شیدائے حسن
تو ملیگی تجھکو یہ لیلائے حسن

موردِ جور و جفا بننا ضرور
ظلم پر ہونا نہ اسکے ناصبور

اسکی مرضی پر رہے ہر دم مدام
دکھ سہے صدمہ اوٹھائے صبح و شام

لب نہو شکوہ سے ہرگز آشنا — گو رکھے جائز جفائے ناروا
اسطرح کی ہو عبادت جان سے — شوق سے اخلاص سے ایمان سے
خوش ہوا سنکر وہ اس گفتار کو — رکھ لیا آنکھوں مین اُس دلدار کو
پھر عبادت مین ہوا مشغول وہ — اُسکی صورت پر گیا سب بھول وہ
اسقدر محو تجلّے ہو گیا — حسن کا اوس بت کے نقشا ہو گیا
مٹ گیا اوسکے رُخ پُر نور پر — جیسے موسیٰ غش تھے کوہ طور پر
دوسری اک جان آئی جان مین — رات دن تھا اُسکے یہ فرمان مین
کی محبت سے عبادت اُسنے خوب — ہو گیا خوش اُس سے علامُ الغیوب
حقتعالیٰ نے ملک کو دی ندا — دیکھو اس بندے نے میرے کیا کیا
پھیر کر اسکا مجازی سے خیال — کرتا ہون عشق حقیقی سے وصال
پھر زن مطلوبہ کا آیا پیام — کر دیا انکار آخر والسلام
خوب یکسوئی نے کامل کر دیا — رحمتِ مولا سے واصل کر دیا

ق

عشق اوس چندر بدن کا اب ہوا — ہو گیا حیرت زدہ محو لقا
رکھ لیا اوسکو چرا کر آنکھ مین — حسن کی تصویر اُڑا کر آنکھ مین
جلوہ آنکھون مین سمایا دیکھئے — آنکھیں دکھلاتی ہین جلوا دیکھئے
آنکھ مین روحِ مسرت آگئی — آئینہ مین اسکی صورت آگئی
کیا فروغ روئے پُر انوار ہے — آنکھون سے دل تک تجلی زار ہے
خود بنا معشوق اسیر دامِ عشق — یہ مآلِ عشق یہ انجامِ عشق
کس سے یہ کہتا کہ مین محبوب ہون — اور طالب کا کسی مطلوب ہون
ترک کر کے گفتگو وہ نوجوان — ہو گیا خاموش گم صم بے زبان

چلدیا مندر کی جانب رات کو — خود ہی سمجھے اپنے دلکی بات کو

جاکے مندر کا پجاری بنگیا — جسمین آتی جاتی تھی وہ مہ لقا

راکھ مل کر تن پہ اپنے بے نشان — لیکے سُمرن اپنے ہاتھو نمین جوان

منکے منکے پر مثال برہمن — جپتا تھا چندر بدن چندر بدن

صدق کامل سے تھا وہ چندر کا رام — شوق دل سے بنگیا مندر کا رام

اسکی جان چندر بدن کی یاد مین — شور کرتی تھی غم و فریاد مین

سال بھر تک کرکے ذکر اُسنے وہان — کر لیا چندر بدن کو وردِ جان

جان و دل مین تھی بہم چندر بدن — دمبدم یہ ورد دم چندر بدن

اسکے سارے مونس و غمخوار و یار — چھیڑتے تھے ذکر دلبر بار بار

وہ نہ رکھتا تھا کسی سے کچھ بھی کام — لب پہ رکھتا تھا مگر چندر کا نام

خاکساری مین امیدِ اوج تھی — اس سلیمان کی ہوا پر موج تھی

غرق بحرِ عشق تھا مدہوش عشق — موجزن سینہ مین اسکے جوش عشق

مارتے تھے اوسکو سارے بے ادب — جب بھی کچھ کہتا نتھا وہ حق طلب

گرم پانی سر پہ اسکے ڈال کر — کھال بھی کھنچوائی اسکی سربسر

عاشق صادق نے منھ سے اُف نہ کی — تھا کچھ ایسا محوِ عشق و بیخودی

بچھو اسپر ڈالدیتے تھے شریر — تو بھی کچھ کہتا نتھا کامل فقیر

رکھدے سر پہ دہکتی آگ کو — چپ تھا مثل شمع وہ مردِ نکو

تن پہ کپڑے بھی جلائے ایک روز — چپ رہا جلتا ہوا وہ اہل سوز

سنگباری اکدن اسپر خوب کی — دم گھٹا چھوڑی نہ دھن محبوب کی

تھا فراموش اسقدر مستی سے وہ — لے چکا زادِ سفر ہستی سے وہ

عشق جس صادق کا رہبر ہوگیا — اوج پر اُسکا مقدر ہوگیا

ف

نقل شمس الدین انا الحق شاہ سے
یون ہر وہ کہتے مین یہ حق خواہ سے

جبکہ پی بیٹھے مئے وحدت شناس
ہو گیا مستی سے گم سارے حواس

کچھ نہ سوجھی پھر مجھے کرتا ہون کیا
بیخودی مین کر دیا کرنا جو تھا

دیکھکر دیدارِ پُر انوارِ دوست
ہو گیا مست مئے غمخوار دوست

آنکھون مین جو رہگیا نورِ نظر
خانۂ دل مین تھا اوس دلبر کا گھر

پھر مرے دلکو جلاتا تھا وہی
انگلیون پر خود نچاتا تھا وہی

پھر کرون جو کچھ وہ تھوڑا تھا بحق
وہ پڑھاتا تھا جو پڑھتا تھا سبق

آپ پردہ مین انا الحق کہہ اوٹھا
نام میرا مُفت مین رُسوا کیا

مجکو بہکاتا تھا ابلیسِ لعین
راندۂ درگاہِ ربّ العالمین

دیتا تھا مجکو خودی کا وہ سبق
بیخودی مین میری آکر تھا کہا حق

پڑھتا تھا لاحول مین دلسے مدام
بیخودی مین بھی برابر بالدوام

دوست پہونچاتے رہے ایذا بہت
رنج اور تکلیف سر تا پا بہت

درد و غم سے مین تھا واقف ذرا
کیا خبر کیا گذری مجھپر کیا ہوا

محوِ مطلق تھا ادائے یار پر
خود انا الحق تھا لقائے یار پر

مجھسے تھے بیزار میرے یار سب
کھال کھنچوائی ہے آخر کار سب

ق

جاترے کا روز پھر آ ہی گیا
دیر بھی سجکر صفا یا ہی گیا

اور دُکانین لگ گئین مندر کے گرد
جسطرح ہالہ بنے چندر کے گرد

ہو گیا جنگل مین منگل ایک روز
چار جانب کے بشر رونق فروز

دیر مین آتا ہے کوئی با مُراد
مانگتا ہے کوئی کچھ با اعتقاد

دیکھکر راجہ بھی نادر ماجرا — اپنے دولتخانہ کو رخصت ہوا

آگیا گھر اپنے سبکو لیکے ساتھ — زوجہ و دختر کے تھے ہاتھوں مین ہاتھ

بوئے گل بلبل نہ پاکر کہہ اوٹھا — اے موئے چل کیا تو دیوانہ ہوا

بیکسی کہتی تھی اسکی بر ملا — اے موئے چل کیا تو دیوانہ ہوا

اشک حسرت سے یہ آتی تھی ندا — اے موئے چل کیا تو دیوانہ ہوا

دشت کی جانب یہ کہکر چل دیا — اے موئے چل کیا تو دیوانہ ہوا

اس سخن کا ہوگیا اتنا اثر — سب لگے کہنے ہر اک سنگ و شجر

کیا وہ دیوی اور کیا دیوار دیر — بس یہی کہتے تھے سب آثار دیر

ف

نقل ہے منصور سے یہ معتبر — صاف یون کہتے ہین وہ نیکو سیر

جب ہوا مین عاشق پروردگار — دکھ سہے صدمے اٹھائے بیشمار

ناز برداری مین تھا اسکے مدام — مرضی مولا پہ راضی صبح و شام

گو ستایا مجکو لطف یار نے — کرلیا تسخیر اوسکے پیار نے

ظلم پر اسکے تھی میری جان نثار — رنج مین پاتا تھا راحت بے شمار

لب شکایت سے نہین تھا آشنا — شکر کرتا تھا بصد حمد و ثنا

دامن دلبر تھا مین تھا میرا ہاتھ — قلب واثق عشق صادق میرے ساتھ

امتحان پر یار کے مضبوط تھا — رنج و غم مین روز و شب مربوط تھا

تھی جفائے ناروا شام و سحر — خوگر غم ہوگیا تھا سر بسر

میری نزدیکی سے تھی نفرت اسے — اسکی دوری سے بہت زحمت مجھے

وہ کھنچا جاتا تھا مجھسے جس قدر — ہوتی جاتی تھی محبت بیشتر

اسقدر محو تمنا ہوگیا — مین سراپا اوسپہ شیدا ہوگیا

اوٹھ گیا مین تو کا جھگڑا بیچ سے
بحر و قطرہ کا کھیڑا بیچ سے

پھر انا الحق بولتا تھا سر بسر
غیر کا ہرگز نہ تھا خوف و خطر

ہو گیا اس درجہ محوِ بیخودی
مجکو پھر اپنی خبر مطلق نہ تھی

لب پہ تھا بیساختہ حق حق بحق
رات دن وردِ زبان تھا یہ سبق

جو سبق دلبر نے سکھلایا مجھے
یاد کرتا تھا مین اوسکو جان سے

اوس سبق کے سامنے اقوالِ غیر
ہیچ تھے اعمال اور افعالِ غیر

کچھ نہین بولا انا الحق کے سوا
مجھ مین کیا تھا اور حق حق کے سوا

تھا فقط معشوقِ جانی کا سبق
مرتے دم تک تھا یہی میرا سبق

مطلب اصلی حصول یار ہے
پھر تو مین تھا اور مرا سردار ہے

ق

ایسے کوہستان مین پہونچا وہ مرد
کھینچتا ہر وقت آہِ گرم و سرد

یہ نشانی عاشقون کی معتبر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر

دشت مین پھرتا تھا تنہا نوجوان
خوفِ دل اُسکو نہ کوئی خوفِ جان

دشت مین رہتے تھے جتنے دام و دد
اسکو پہونچاتے تھے راحت بیعدد

ساتھ ساتھ اُسکے تھی یہ سب بیگیان
اور محافظ اُسکے ہر آن و زمان

دوست اُسکے بنگئے سب جانور
یہ جدھر جاتا تھا وہ بھی تھے اودھر

یہ پتے کی اوسنے پتے سے کہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

روح سے آئی تھی اوسکی یہ صدا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

تُند باد آئی تو اُس سے بھی کہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

دیکھکر سورج کو مصرع پڑھ دیا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

بیٹھ کر جس جا سے اوٹھتا ماہیار
تھی وہانسے بھی یہ آواز آشکار

سایہ مین جس جھاڑ کے بیٹھا کہین
اُس سے بھی آئی صدا یہ بالیقین

جانور جو ساتھ تھے اسکے وہان
کہتے تھے وہ بھی بلا ریب و گمان

اور ہر مہیار کا نقشِ قدم
کہتا تھا مصرع یہ برجستہ بہم

اور تنِ مہیار کا ہر ایک بال
کہتا تھا مصرع وہی بے قیل و قال

کان مین مہیار کے باصد تپاک
بس وہی آواز تھی اِک دردناک

یاد مین چندر بدن کے نوجوان
دل سے یہ پڑھتا تھا غزلین بیگمان

غزل

درد بنکر دلمین آنا چھوڑ دے
جان ہو کر جی جلانا چھوڑ دے

یاب مجھے صورت دِکھا دے اکدن
یا تصور مین بھی آنا چھوڑ دے

جان دیدیگا کوئی آشفتہ سر
عاشقون کو آزمانا چھوڑ دے

خون ہو جائینگے لاکھون کے یہان
مِل کے مِسّی پان کھانا چھوڑ دے

بس نہ جائین عاشقون کے دل کہین
پاؤن مین مہندی لگانا چھوڑ دے

دیکھ لینے دے کبھی دیدار بھی
دلمین رہکر منہ چھپانا چھوڑ دے

ہے اگر شاکر کے شکوہ کا گلہ
تو بھی اُسکا دل دُکھانا چھوڑ دے

ولہ

ابرِ تر آنسو ہے ہجرِ یار مین
ہے تلاطم چشم دریا بار مین

سایۂ دیوار سے وحشی بنا
ہے اثر جن کا تری دیوار مین

عشق مین شاہ و گدا سب ایک ہین
حضرتِ یوسف بکے بازار مین

پارۂ قرآن کو پڑھتا ہون مدام
ہین خیالِ مصحفِ رُخسار مین

خونِ دل سے بُلبُلِ دلگیر نے
بوستان لکھی خطِ گلزار مین

کس بلا مین پڑ گئی جانِ حزین / پھنس گیا دل طرۂ طرار مین
بک چکا تھا کر رضائے یار پر / چاہیے مجکو بیچ لے بازار مین

ولہٗ

دل دیا مینے تو کیا بیجا کیا / کہتے ہو ایسا کیا ویسا کیا
انجمن آرائے عالم نے مگر / شمع تمکو ہمکو پروانہ کیا
انتخابِ آفرینش جو ہے آج / ڈھونڈھکر معشوق وہ پیدا کیا
اسقدر مین ہو گیا محوِ جمال / یار حیرت سے مجھے دیکھا کیا
ہاتھ کی مہندی تو پھیکی ہو چلی / خونِ اربابِ تمنا کیا کیا
کیا کہون کس سے کہون کیونکر کہون / خیر تمنے جو کیا اچھا کیا
شاکرِ نادان یہ نادانی تری / بختِ بد کا اپنے کیون شکوا کیا
اسطرح مدت نکالی یار نے / عاشقِ چندر بدن مہیار نے

ف

نقل ہے حضرت فقیر اللہ شاہ / اسطرح فرماتے ہین اے اہلِ راہ
عشق اول نوجوان کا ہے نفیس / روح کا دل کا نفس کا وہ انیس
جو نبھائے اسکو دل سے تا ابد / وہ ہوا مقبولِ درگاہِ صمد
جسنے ہرجائی محبت کو کیا / اوسنے برباد اپنی محنت کو کیا
دل نہین فاسق کا ہرگز نور یاب / اس سے دل صادق کا ہے اک کامیاب
یہ فروغِ چشم صدقِ جان سے ہے / روشنی آنکھونکو اس ایمان سے ہے
آنکھ سے نیرنگِ قدرت دیکھیے / جلوۂ وحدت کی رنگت دیکھیے
اصلیت چشمِ تماشائی مین ہے / ماہیت انسانکی بینائی مین ہے

جوہر اربع عناصر ہے نظر — گوہر بحرِ مناظر ہے نظر
رویتِ وحدت ہلالِ عید ہے — چشم بینائی حیاتِ دید ہے
نعمتِ عظمیٰ لقائے ایزدی — دولتِ عقبیٰ بقائے سرمدی
ایک ہی جانب ہو یہ عقلِ سلیم — حاصل اس سے ہوتا ہے رنگِ قدیم
جو تماشا ہے نظر کے سامنے — وہ ہے تاریکی قمر کے سامنے
عاشقِ صادق کی ساری بیخودی — فضل و الطافِ جنابِ ایزدی

ق

ایک دن ایجانگر کا شہریار — آ گیا اُس دشت مین بہرِ شکار
پھرتے پھرتے تھک گیا سرگشت مین — بیٹھا سستانیکی خاطر دشت مین
اِک بلندی پر تھا وہ بیٹھا ہوا — کھا رہا تھا ٹھنڈی جنگل کی ہوا
دور سے سُنتا تھا وہ عالی مقام — درد کے لہجہ مین یہ موزون کلام
تھا یہ اوس دلکش صدا مین برملا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
چار جانب گونجتی تھی یہ ندا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
بولتے تھے خود بخود ارض و سما — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
اُٹھ گیا نواب یہ کہتا ہوا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
اوس صدائے دلربا پر دھر کے کان — چلدیا نواب اُدھر پا کر نشان
دیکھتا کیا ہے کہ اِک شوریدہ سر — کرتا ہے جنگل مین نالہ پُر اثر
ایسا چلاتا ہے وہ بدمست حال — چیختے ہین اُس سے سب دشت و جبال

ف

نقل ہے فرماتے ہین حضرت عزیز — مینے بھی کی ہے بہت دنیا کی سیر
لطف گر ہے تو ہے کوہستان مین — ہے وہان ہر ایک شئے فرمان مین

دل بھی لگتا ہے وہین اللہ سے — ملتا ہے صدق و یقین اللہ سے

حضرت موسیٰ بھی آئے طور پر — جلوہ کے آثار پائے طور پر

کوہ پر اونکو ید بیضا ملا — آگ کے بدلے مین کچھو کیا ملا

ہے مکان تنہائی کا دامانِ کوہ — تخلیہ یکتائی کا دامانِ کوہ

سوجھتی ہے بات بھی نادر وہان — دلکو ہے تفریح ہر آن و زمان

روح کو ملتی ہے نورانی غذا — دمبدم با صد خوشی صبح و مسا

ہے زبان مفتاح بابِ جان و دل — ہے بیان مصباح شمع آب و گل

مرکزِ دل دَور دوّار خیال — وہم قلب پاک پر کار خیال

جان معنیٰ شاہد ارواح ہے — کان معنیٰ ماجدِ ارواح ہے

کُنتُ کنزاً مخفیاً اسرارِ عشق — علم علام الغیوب انوار عشق

عشق سب کچھ ہو مگر کچھ بھی نا ہین — علم سب کچھ ہے اثر کچھ بھی نہین

ہو نفوس قدسیہ سے تزکیہ — ہو خیال عامہ سے تنزیہ

پھر زبان سے نکلے جو وہ اصل ہے — قول و فعل حضرت دل فصل ہے

اصل صورت اور ہے تصویر اور — لطف رحمت اور ہے تدبیر اور

قطرہ جو سیپی مین ہے وہ ہے گہر — آب دریا آب دُر سے بے بصر

ق

دشت مین تنہا ہے رقصان نوجوان — وجد مین صحرا کی ہین سب جھاڑیان

وہ زبان حال سے کہتا یہ تھا — اے مُوسے چل کیا تو دیوانہ ہوا

ذرہ ذرہ کے بھی منھ سے یہ سُنا — اے مُوسے چل کیا تو دیوانہ ہوا

نام پوچھا تو یہی بتلا دیا — اے مُوسے چل کیا تو دیوانہ ہوا

کہتی تھی یہ فکرِ ہجرِ دلربا — اے مُوسے چل کیا تو دیوانہ ہوا

سنکے اوس نواب نے آواز غیب | محو مطلق ہوگیا بے شک و ریب
پھر لگا کرنے وہ تعظیم و ادب | با خیال صدق و انداز طرب
دلمین سمجھا یہ کہ ہے کامل ولی | اپنے گھر لایا اوسے باصد خوشی
اسکو سوا اعزاز اور اکرام سے | چاہا خوش کرنا بہت انعام سے
جان کر مہیار کو دل کا غنی | فیض پانا چاہتا تھا باطنی
دیکھا جب یہ اور ہی ہے حال مین | پھنسگیا اس فکر کے جنجال مین
راز پانا ہوگیا اسکا محال | ہوگیا نواب چپ بے قیل و قال
دلمین یہ سمجھا کہ عاشق ہے ضرور | ہے کسیکے ہجر سے یہ ناصبور

ف

شیخ شبلی سے مقرر نقل ہے | اسطرح فرماتے ہین وہ نیک پے
ہوگیا جس شخص کو حاصل خلوص | عاشق صادق وہی ہے بالخصوص
تابع فرمان حق ہے وہ ولی | اور ولی کے حکم کے تابع سبھی
عشق سے امداد ہے اسکو بہت | ملتی حق سے داد ہے اسکو بہت
عشق ہی جو کچھ ہے اے اہل نظر | نظم عالم عشق ہے المختصر
عشق ہے پیرایۂ حسن ازل | عشق ہے سرمایۂ حسن ازل
علت غائی آدم عشق ہے | جوہر آرائے دو عالم عشق ہے
زندہ دل کی زندگی گلہائے باغ | بلبل دل کا ہے اس سے تر دماغ
غنچۂ جاوید ہے دل کی خوشی | حاصل امید مائل کی خوشی
مٹ گیا جو حسن کے انوار پر | ختم ہے عشق اس امانت دار پر
عشق سچا ہے اسیکی جان مین | حسن اول کے ہے وہ فرمان مین
یاد ہے اسکو فسانہ عشق کا | جانتا ہے وہ ترانہ عشق کا

صادق الاقرار ہے وہ پاکباز
اور خدا سے اسکا ہے راز و نیاز

جو کہیگا مُنہ سے وہ ہوگا ضرور
جان مین اسکی صداقت کا ہے نور

اسکے سایہ مین بھی ہے ایسا اثر
جان و دل مین اسکے ہو جیسا اثر

تازگی ہے جان مین اسکے بہم
پاتا ہے خالق سے ہر دم تازہ دم

آگیا جو حُسن کے دربار مین
آگیا وہ عشق کی سرکار مین

جو کہیگا باغبان لم یزل
وہ کہیگا صدق دل سے بے بدل

مرضئ مولا پہ ہے دار و مدار
ہاتھ مین اسکے ہے اسکے دل کا تار

یہ نہین گو یا وہی موجود ہے
یہ فنا باقی وہی معبود ہے

پردہ پردہ مین ہے در پردہ وہی
دلمین عاشق کے ہے جا کردہ وہی

ق

گھر مین اپنے ساتھ اوسکو لیگیا
باندیون کو اُسنے بھی سمجھا دیا

چھیڑتی تھین اوسکو کیا کیا لونڈیان
رُخ نہ کرتا تھا اُدھر عاشق جوان

کوئی کرتی دل لگی کوئی مذاق
دلپر اوسکے سب گذرتا تھا یہ شاق

کوئی لیتی تھی بلائین بار بار
کوئی ہوتی تھی گلے کا اوسکے ہار

ناز بتلاتی تھی کوئی شوق سے
غمزہ دکھلاتی تھی کوئی ذوق سے

اون سے یہ شوریدہ سر کہتا رہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

ہنستے ہنستے لونڈیون نے بھی کہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

قہقہون کے شور مین یہ شور تھا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

پڑھکے مصرع آئینہ حیران رہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

ہوگئے بیدم یہان زینت فروش
عجز و مجبوری سے تھے یکسر خموش

کچھ نہین ظاہر ہوا اُسکا خیال
ہوسکا ہرگز نہین دریافت حال

ف

تھا عمر مروان بن عبد العزیز — وقت کا اپنے خلیفہ باتمیز
ثانی حضرت عمر اوسکا لقب — عادل و عاقل خلیق و خوش ادب
دَور مین اوسکے تھا مجنون نجد مین — عشق لیلیٰ مین تھا ہردم وجد مین
ایکدن دیکھا خلیفہ نے اوسے — پوچھا اے مجنون ہے غم کسکا تجھے
بولا غم لیلیٰ کا ہے لیل و نہار — لیلیٰ آنکھونمین ہے مژگان پردہ دار
نام لیلیٰ کا لیا اور رو دیا — ہوش اپنا روتے روتے کھو دیا
تڑپا مضطر ہوکے بے تاب و توان — مُرغِ بسمل کی طرح وہ نیم جان
ماہی بے آب سا بیتاب تھا — غم مین اوسکے صورت سیماب تھا
لیگیا اوسکو عمر ساتھ اپنے گھر — باندیون کو کر دیا پیش نظر
اسکے تھا آنکھونمین لیلیٰ کا جمال — تھی اسی پر قیس کی چشم خیال
جلوۂ یار اور شکل غیر اور — چشم اُلفت اور لطف سَیر اور
تھا سراپا نور وہ روئے نگار — گرد تھا اُس شمع کے پروانہ وار
خود نظر اوسکی بنی لیلیٰ کا حسن — دیکھا جس شے کو وہ تھی لیلیٰ کا حسن
اتنا تھا مفتون قیسِ عامری — لیلیٰ تھا مجنون قیس عامری
اسقدر تھا محوِ یادِ دلربا — ہوش کچھ رکھتا نتھا اسکے سوا
عشق بھی بیشک اسیکا نام ہے — ایسون کا انجام نیک انجام ہے
ایک دم کے واسطے اک یاد بس — سچ ہے یہ اللہ بس باقی ہوس

ق

مشتہر نواب نے یہ کر دیا — کوئی بتلا دے جو اسکا مدعا
دونگا مین انعام اوسکو بیشمار — سیم و زر لعل و گہر خلعت ہزار

بات یہ ظاہر ہوئی اُس رسم وہان — آگئے ہر سمت سے پیر و جوان
ایک نے بتلا دیا الفت کا حال — پا گیا انعام مین وہ نقد و مال
سُنکے یہ نواب والا بارگاہ — سوچتا تھا کیجیے کیا اسکی راہ
ہاتھ آئے کس طرح چندر بدن — کسطرح اسکا مِٹے رنج و محن
سب مصاحب کو بُلا کر ایک روز — مشورہ کرنے لگا وہ نیک روز
بات یہ ٹھہری کرین نامہ رقم — ہو گیا حاضر وہین کاغذ قلم

نامۂ نواب بجانب گلرہ

اے سپہر سینۂ بُرجِ شرف — قلزمِ دُردانۂ دُرجِ شرف
اے نگہبانِ بُتِ چندر بدن — حافظِ جانِ بُتِ چندر بدن
اے امانت دارِ مالِ ماہیار — واقفِ اسرارِ حالِ ماہیار
خوش رکھے تمکو خدا با عز و جاہ — چرخ پر جبتک ہے دَورِ مہر و ماہ
بعد ادائے رسمِ تسلیم و نیاز — مدعا تمسے یہ ہے اے دلنواز
تمپہ سب روشن ہے حالِ ماہیار — خلق پر ظاہر خیالِ ماہیار
عاشقِ چندر بدن ہے وہ جوان — مصرعِ چندر بدن ہے اُسکی جان
جو پڑھا چندر بدن نے تھا سبق — دلسے وہ ہر وقت پڑھتا ہے بحق
اسکے رگ رگ سے یہ آتی ہے صدا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
مجھسے اب قرطاس ہے یہ کہہ رہا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
اب صریرِ خامہ سے ہے برملا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
نامہ خود شاہد ہے اس احوال کا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
رحم کے قابل ہے اسکا حالِ زار — رات دن اس عشق میں ہے دلفگار

محو اسپر اسقدر ہے وہ جوان — ہر بُنِ مو بن گئی گویا زبان
بیخودی کا اُسکے ہے اتنا اثر — پڑھتے ہین مصرع وہی دیوار و در
اسکی صورت دیکھتا ہے جو یہان — پڑھنے لگتا ہے یہ مصرع ناگہان
ناصحِ مشفق بھی اسکے سامنے — پڑھکے یہ مصرع لگا دل تھامنے
کیون نہو دلپر تمھارے بھی اثر — یہ اثر دلپر ہے سبکے سربسر
مذہب و ملت کہان الفت مین ہے — عشق کا سودا ہر اک ملت مین ہے
دین و مذہب عشق کا واحد بحق — عشق کے مکتب کا یہ پہلا سبق

ہے دعا گو آج مشتاقِ جواب
حق کرے آئے جوابِ باصواب

بھیجا یہ نواب نے کرکے رقم — جس سے ہووے صدق ظاہر یکقلم
لیگیا قاصد اُسے راجہ کے پاس — دیدیا راجہ کو بیخوف و ہراس
نامہ پڑھکر راجہ نے دلسے کہا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
یہ اثر خط مین تھا خط نے پڑھ دیا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
پھر در و دیوار سے آئی صدا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
ایکدم دربار مین غُل مچگیا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
اک مصاحب نے کیا اُس خط کو چاک — پھینکا جھنجھلا کر بصد غیظ و تپاک
لیکے فوراً ہاتھ مین کاغذ قلم — کردیا اسطرح سے نامہ رقم

جوابِ نامہ ز راجہ اور نگر اہتی

اے تغافل کیش اے غفلت شعار — بے خرد نادان مردِ نابکار
خستۂ و ابتر رکھے تجکو خدا — ہے یہی میری دعا اور مدعا

جانتا تھا مین تجھے اپنا پسر
ناخلف تو دشمن جانِ پدر

مین نہ ہون ہندو تو مسلمان ذات کا
ہوش کیا تجکو نہین اسبات کا

بت پرستون پر ہو عاشق بت شکن
شرم کر کہنا نہ پھر ایسا سخن

سبکو اپنے کفو و دین کا ہے خیال
رسم یہ اغیار سے ہونا محال

ایسی گستاخی نہین زیبا تجھے
آدمی کو آدمیت چاہیے

لکھکے اوسنے اسطرح خط کا جواب
کر دیا ارسال قاصد کو شتاب

دیکھکر نواب نے اُس خط کا حال
پیچ کھایا ہو گیا وقفِ ملال

کام بر آیا نہین جھپار کا
عاشقِ چندربدن گلنار کا

کوچہ گرد آوارہ اُسکو چھوڑ کر
رہگیا نواب حیران سربسر

گھومتا تھا کو بکو وہ ماہیار
وردِ لب مصرع وہی لیل و نہار

جاندیا جس رخ کو وہ کھینچا مرض
شہر سے مطلب نہ جنگل سے غرض

ف

تھا کہین اک عاشق شوریدہ سر
اِک حسین کی یاد مین شام و سحر

تھی کہین پردیس مین وہ مہ لقا
اسکا دل اسکی طرف مائل ہوا

ایک ناقہ پر ہوا وہ پھر سوار
شکو نکلا از پئے دیدارِ یار

ایک تھا ناقہ کا بچہ شیرخوار
گھر مین اپنے تھا وہ از حد بیقرار

ناقہ کا بچہ کی جانب تھا خیال
دھیان عاشق کا بسوئے مہ جمال

یہ اِدھر کو کھینچتا تھا وہ اُدھر
دونون تھے اس کشمکش مین رات بھر

صبح کو دیکھا جو عاشق نے یہ حال
اپنے ہی کوچہ مین خود کو پُر ملال

حالِ دُنیا بھی اسی تمثال ہے
ہر جُداگانہ بشر کا حال ہے

کھینچتا ہر ایک ہے اپنی طرف
حال پر اپنے ہر اک کو ہے شرف

ق

ایک جا رہتا تھا گریان و زار — برق کے مانند تھا وہ بیقرار
پھرتے پھرتے وہ گرفتارِ بلا — بے خبر سوئے کٹا کول آگیا
پاس اُس مندر کے بستر ڈالکر — زندگی کرنے لگا اپنی بسر
تھا سراپا بیخبر مدہوشِ عشق — لب پہ جاری یہ سخن با جوشِ عشق

غزل

دشمن اپنا اب زمانہ ہو گیا — رنج بستر غم سرہانا ہو گیا
دل سے سُنتا ہے وہ دلبر دردِ دل — دلربا میرا فسانہ ہو گیا
طائرِ دل میرا باغِ حُسن مین — تیری نظرون کا نشانہ ہو گیا
پاس وہ حرمان خانۂ دل مین بسے — بے ٹھکانون کا ٹھکانہ ہو گیا
محوِ آئینہ ہوا خودبین وہ جب — خود جدا ہاتھون سے شانہ ہو گیا
دل گیا کچھ غم نہین غم اور ہے — مقصدِ قلبی روانہ ہو گیا
قصۂ شاکر تمھاری عشق مین — لیلی مجنون کا فسانہ ہو گیا

ولہ

جان دینا کیا ہے نیت چاہیئے — آدمی کے دل مین ہمت چاہیئے
سیکڑون تڑپینگے میری ہی طرح — آپکی شوخی سلامت چاہیئے
کیا کریگا عشق کوئی بوالہوس — ایسی باتون کو طبیعت چاہیئے
ہون مریضِ عشق اے عیسی نفس — اب تری چشمِ عنایت چاہیئے
اے دلِ خون گشتہ خون سے ہو نیاز — تیغ قاتل کی ضیافت چاہیئے
سخت جانی کا بُرا ہو ہائے ہائے — مرنے کو بھی ایک مدت چاہیئے

مر نیوالے مرتے ہین شاکر ضرور
اسکے ملنے کو قیامت چاہیے

اسقدر تھا اسلیے جذبہ مین کمال | ہو گئی چندر بدن آشفتہ حال
عشق تھا عاشق جو انکا پُر اثر | جس سے تھی مضطر بہت وہ سیمبر
ڈیڑھ سے جسدم ہوا عاشق جدا | تب سے دل اسکا نہ قابو مین رہا
غم مین تھی چندر بدن لیل و نہار | فرطِ بیتابی سے ہر دم بیقرار
جل رہا تھا آتشِ فرقت سے دم | سانس مین اسکے شرارے تھے بہم
رُک گیا سینہ مین دم با پیچ و تاب | ابرِ غم آنکھو نسے برسا بیحساب
شوقِ گل اسکو نہ گلشن کی ہوا | زیب و زینت دشمن جان بر بلا
آب و دانہ کی نہ اوسکو جستجو | بے تمنا جان دل بے آرزو
کچھ نہ تھا اندیشۂ دین پاس قوم | یادِ عاشق تھی اوسے صلواۃ و صوم
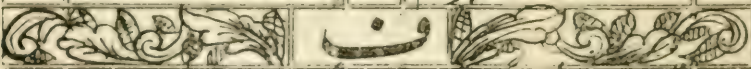
ف

نقل ہے حضرت جُنید گنج راز | کہتے ہین اسطرح اہل امتیاز
مینے پوچھا سرسقطی سے یہ آج | زخمِ تیغ دوست کا ہے کیا علاج
درد کیسا عاشقِ مجروح کو | یون کہا کچھ دُکھ نہین ہے روح کو
ایک کیا ہون لاکھ اگر زخم سنان | درد دُکھ اسمین نہو گا بیگمان
جو سُہیل تستری تھے مردِ نیک | زخمِ تیغ دوست وہ کہتے تھے ایک
یون کہا مینے کہ اب کیجے دوا | ہنسکے فرمانے لگے وہ با صفا
زخم میرا درد کرتا ہے نہین | فکرِ مرہم کیا کرون اے اہل دین
چاہتا ہون اور بھی ہون زخم یار | اس سے راحت ہے مجھے لیل و نہار
جو خیالِ یار مین سرمست ہے | نیست ہے گر اوسمین رنگِ ہست ہے

بند رہتی ہے زبان اُسکی مدام — چاشنی لیتا ہے دل سے لا کلام

گفتگو دلمین ہے اپنے یار سے — ہمنظر ہے صورتِ دلدار سے

گفتگوئے غیر سے بیزار ہے — ہمکلام اُس سے ہمیشہ یار ہے

شاد شاد اُسکا ہے دل ہر رنگ مین — جسطرح ہے آگ پنہان سنگ مین

اوسکو ذلت اور عزت ایک ہے — نزدِ حق انسان وہی اک نیک ہے

غمکشون سے خوش بہت پروردگار — راضی مشکل دوست سے لیل و نہار

ق

ساتھ اُس چندر بدن کے گلبدن — تھی سہیلی اک حسین رشکِ چمن

اوسکو دیتی تھی تسلّی بار بار — دلدہی کرتی تھی وہ لیل و نہار

وحشتِ چندر بدن گر ہو فزون — یہ مٹاتی تھی بصد صبر و سکون

جینے سے چندر کا جی اُکتا گیا — دم ہجومِ یاس سے گھبرا گیا

ایک شب چندر بدن بیہوش پڑی — یاد مین مہیار کے سرشار تھی

پہونچی زلفِ لیلیِ شب تا کمر — مثل مجنون گھر سے نکلی سیمبر

عشق خود کرتا تھا اوسکی رہبری — بے دھڑک ساتھ اسکے آئی وہ پری

خضرِ الفت اُس پری کو ناگہان — لا کے چھوڑا اُسکا عاشق تھا جہان

مست تھا جب بھی وہ یہ کہتا ہوا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

بولی مین چندر ہون یہ اوسنے کہا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

اوسکی خو دیکھتی تھی یہ شرم و حیا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

درد اسکا ورد سے کہنے لگا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

ف

مظہرِ شانِ خدا حق کے ولی — اسطرح فرماتے ہین حضرت علیؓ

تیر میرے پاؤن مین اک چبھ گیا ۔ زخم نے اسکے مجھے تڑپا دیا
رات دن صدمہ سے تھا مین ناصبور ۔ شیشۂ دل سنگ غم سے چور چور
ہو گیا جسوقت مشغولِ نماز ۔ سر بسجدہ حق سے اپنے بانیاز
جب خودی خود مٹگئی تو بیخودی ۔ مجکو سکھلانے لگی رازِ خفی
صنعتِ صانع پہ تھا محو اسقدر ۔ درد کا جس سے نتھا کچھ بھی اثر
مست تھا دیدارِ پُر انوار سے ۔ حظ اوٹھاتا تھا جمالِ یار سے
اوس چمن مین دیکھی اُلفت کی بہار ۔ بنگیا تھا تختۂ دل لالہ زار
محوِ طاعت پا کے جراح عمل ۔ چیر ڈالا پانون میرا بے خلل
ملگیا پیکان تھا میری روح سے ۔ کر دیا اسکو الگ مجروح سے
پیر کو صاف اوسنے میرے کر دیا ۔ زخم کو مرہم سے فوراً بھر دیا
طاعتِ خالق سے جب فرصت ہوئی ۔ پانون کے آزار سے صحت ہوئی
پوچھنے پر ہو گیا ظاہر یہ حال ۔ فضلِ حق سے مٹگیا میرا ملال
اور فرماتے ہین وہ مشکلکشا ۔ جو نمازِ صدق سے ہے آشنا
پاتا ہے لذت وہ انسان جانکی ۔ وصل مین لذت نہین اس شان کی
اوسکو حاصل ہے سرورِ بیخودی ۔ وہ سرورِ پاک ستر سرمدی
جسکو حاصل ہے یہ روحانی مزا ۔ وہ عبادت مین ہے لذت جانتا
یہ نمازِ جان و تن کچھ اور ہے ۔ وہ عبادت جان من کچھ اور ہے
راز سربستہ ہے مستون کی نماز ۔ ہے الگ وحدت پرستون کی نماز
اُلفت خالص مجازی بھی ضرور ۔ مظہرِ شانِ حقیقی کا ہے نور
جان کی بولی نرالی ہے الگ ۔ دلکی کچھ بولی ہے متوالی الگ

ق

زلف مشکین کا سنگھا کر لخلخا
اپنے بیخود کی وہ کرتی تھی دوا

نکہت پیراہنِ یوسف سے آج
کرتی تھی یعقوب کا اپنے علاج

تشنۂ دیدار تھی وہ ماہتاب
چشمۂ خورشید سے لیتی تھی آب

چوستی تھی عارضِ رنگین کو وہ
چوستی تھی اوس لب لعلین کو وہ

ہم بغل ہوتی تھی الفت پیار سے
غم سے جان کھوتی تھی الفت پیار سے

پیار سے کہتی تھی پیارے آنکھ کھول
زندگانی کے سہارے آنکھ کھول

کون بیٹھا ہے خدارا کر نظر
اپنے بیکس پر نگاہِ لطف کر

دلکی بیتابی کو پیارے کیا کہون
مر رہی ہون غم کے مارے کیا کہون

کھول آنکھیں بند دم ہو جائیگا
دیکھ لے ورنہ ستم ہو جائیگا

ہون بہت بیزار جانی جان سے
چشم پوشی ہے غضب جہان سے

اسنے کھولی آنکھ اور لب پر یہ تھا
اے موے چل کیا تو دیوانہ ہوا

شکر یہ نظرون سے کرتا تھا ادا
اے موے چل کیا تو دیوانہ ہوا

روح سے دونو نکلے یہ نکلی صدا
اے موے چل کیا تو دیوانہ ہوا

اسنے یہ اور اسنے یہ دُہرا دیا
اے موے چل کیا تو دیوانہ ہوا

اسکی صورت پر تھی رقت اسکو خوب
اسکی حسرت پر تھی حیرت اسکو خوب

ملگئے دونون گلے الفت کے ساتھ
سو تمناؤن بہت چاہت کے ساتھ

دونون دل شفاف مثلِ آبجو
جان سے گفتار دل سے گفتگو

تھے سرودِ عشق مین محوِ وصال
فرطِ الفت سے سراپا مست حال

روح مین تھی روح اک آئی ہوئی
وہ رہِ روح القدس پائی ہوئی

جان اک دو تن وہ دونون مرد و زن
تھے بہم مہیار اور چندر بدن

کون تھا مہیار کیا چندر بدن
اوٹھگیا پھر امتیازِ مرد و زن

ہو گیا روحونسے روحانی وصال — رہ گیا تھا صرف جسمانی وصال

غیب سے آئی ندا اے ماہیار — ہو گیا بیڑا ترا مشکل سے پار

ہو گئی تیری ریاضت اب قبول — ہو گئی تجکو ولایت اب حصول

ہو گئی اک دم مین طی برسونکی راہ — عشق صادق سے ہوئی تیری پناہ

گردن تسلیم اب خم چاہیئے — بیخودی ہر آن و ہر دم چاہیئے

سُنکے اس آواز کو مہیار نام — ہو گیا بیخود سراپا والسّلام

ف

ایک تھے بغداد مین کامل فقیر — متقی مرد مجرد و نیک پیر

ابتدا ہی سے لنگوٹی بند تھے — اونمین تھے کامل وہان جو چند تھے

اُنکی شہرت تھی جہان مین جابجا — تھے بڑے مشہور حضرت پارسا

مرجع مخلوق تھا اونکا مکان — فیض اونسے پاتے تھے پیر و جوان

در پہ تھا حضرت کے لوگونکا ہجوم — آتے تھے ادنیٰ و اعلیٰ بالعموم

اک بڑے گھر کی کوئی عورت حسین — آئی اُنکے پاس باصدق و یقین

ساتھ اک لڑکی تھی اسکے حق شناس — نوجوان خوش وضع خوش رو خوش لباس

صورت اوسکی صورت شمس و قمر — سیرت اوسکی رابعہ نیکو سیر

حسن کا طغرا وہ حسن بیمثال — غیرت بلقیس و یوسف جمال

دیکھکر اوس حور طلعت کو فقیر — ہو گئے زلف چلیپا مین اسیر

بنگئے اسدرجہ شیدائے جمال — منہ سے حضرت کی ٹپک پڑتی تھی رال

لوٹتے تھے مرغ بسمل کی طرح — کشتی امواج ساحل کی طرح

چرخ ہفتم پر تھا حضرت کا خیال — کھلگئے چودہ طبق کے اونپہ حال

گود مین لیکر وہ اُنکو پیار سے — منھ سے منھ ملتے تھے رُخ رخسار سے

چین تھا کچھ دلکو راحت جان کو ۔ کرتے تھے کامل دلی ارمان کو
فیض روحانی سے تھے وہ شادمان ۔ فیض جسمانی تھا مرشد بیگمان
اون سے اُس رشک قمر نے یون کہا ۔ آپ کہلاتے تھے حضرت پارسا
کیا ہوئی وہ پارسائی آپکی ۔ خوب ہے حضرت صفائی آپکی
خوب ہے حضرت کی نیت واہ وا ۔ واہ وا حضرت سلامت واہ وا
ہوتے ہین ایسے ہی پیران طریق ۔ ہوگئے یونہی پارسایان طریق
ہوئی اُہلِ ریا سے الحذر ۔ خشک زاہد کی نہایت بد نظر
پیر نے اوس مہروش سے یون کہا ۔ اے پری پیکر حسینہ دلربا
تیری صورت مرشد کامل ہے آج ۔ دل مرا اللہ سے واصل ہے آج
میری برسونکی ریاضت کچھ نہین ۔ آگے تیرے حسن کے اے مہ جبین
آج پہونچا منزل مقصود کو ۔ دیکھتا ہون تجھمین اب معبود کو
تیری صورت ہے نظر کا آئینہ ۔ ظاہر و باطن کے گھر کا آئینہ
غیب سے آئی ندا ہشیار باش ۔ تھی یہی پیہم صدا ہشیار باش
ہوگئے بیہوش حضرت پیر مرد ۔ زرد چہرہ لب پہ اُنکے آہ سرد
دیکھکر اس حال کو رنگین نگار ۔ ہوگئی بے رنگ شکل سوگوار
ہوگیا اک آن مین کندن طلا ۔ سایہ افگن اوسپہ تھا لطف خدا
ہوگئی ہر شے سے نفرت اسکو خوب ۔ ایک تھی حضرت سے اُلفت اسکو خوب
پاس سے ہٹتی نہ تھی وہ دلربا ۔ سایہ کے مانند تھی صبح و مسا
چھوڑکر ماں باپ کو احباب کو ۔ کہکے بیٹھی خیرباد اصحاب کو
سیکھتی تھی اونسے روحانی کمال ۔ چھوڑکر دل سے سبھی جاہ و جلال
تابع فرمان تھی حضرت پیر کی ۔ رات دن کرتی تھی خدمت پیر کی

عمر بھر تھی ساتھ حضرت کے وہ حور
حامل انکے فیض سے کرتی تھی نور

کرتا ہے جسکا کہ دل نور اقتباس
ہے وہی دارین مین اک حق شناس

مرد یا عورت وہی ہے ارجمند
جسکی نیت اور محبت ہے بلند

ق

تھا اُسے زور ریاضت اسقدر
پر سے تھے اڑتا تھا لیکن چرخ پر

شرق سے تا غرب جاتا تھا کبھی
شش جہت مین پھر کے آتا تھا کبھی

ساتھ چندر کو لئے پھرتا تھا وہ
شعبدہ نادر کئے پھرتا تھا وہ

چین مین جاتا کبھی آسام مین
صبح مشرق مین تو مغرب شام مین

جاتے تھے عاشق کے گھر دونون جوان
اور کبھی معشوق کے گھر بے گمان

باپ ماں سے ملتے تھے شکل خیال
صورت سایہ وہ دونون نیک فال

نظرون نظرون کے تلے پھرتی تھی روز
دونون ہل مل کر گلے پھرتے تھے روز

نہم کی حالت تفکر مین نہان
وہم کی صورت تصور مین عیان

واقعہ تھا واقعی تصویر چشم
عاشق و معشوق تھے تنویر چشم

خواب یہ تعبیر بتلانے لگا
آئینہ تصویر بتلانے لگا

یہ نتھا ہرگز زلیخا کا خیال
یوسف مصری کا تھا روشن جمال

چرخ کج رفتار کو بھایا نہین
یہ طریقہ اوسکو خوش آیا نہین

عاشق صادق سے اُسنے یہ کہا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

جا یہان سے اب ترا وقت آگیا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

قابض ارواح کا یہ قول تھا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

ہوگیا خاموش سُنکر یہ ندا
اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

حال یہ چندر بدن نے دیکھکر
چرخ کی جانب اوٹھایا اپنا سر

کرکے مایوسانہ عاشق پر نظر — ہوگئی اک آہ بھر کر چشم تر
اسقدر سینہ مین تھا اسکے قلق — ارغوانی رنگ تھا چہرے کا فق

ف

نقل کرتے ہین مرید بایزید — برہمن تھا ایک صوفی وسعید
دشت کے اک مٹھ مین تھا اسکا قیام — پارسائی مین تھا وہ مشہور عام
دیکھتے ہی مجھکو غائب ہوگیا — بیٹھے بیٹھے اپنی جا سے کھو گیا
سامنے پھر میرے وہ لایا انار — رنگ مین جیسے ہو جنت کا انار
مین نے دیکھا خلد مین یہ بر محل — شاخ اک باہر تھی یہ اُسکا ہے پھل
کرکے پھر اُس شاخ کو اندر وہان — برق کے مانند مین آیا یہان
قصد تھا اک دوسرا لاؤن انار — چلدیا پاکر ارادہ کو وہ یار
دیکھتا کیا ہے وہ ٹہنی ہی نہین — جاسکے جنت مین تاب اتنی نہین
بعد چندے وہ تہی دست آگیا — شرم سے گردن اُٹھا سکتا نتھا
پاس تھا حوض اوسمین ہوکے غوطہ زن — پانی پانی ہوگیا وہ برہمن
سڑ گیا پانی عفونت سے تمام — مچھلیون کو ہوگیا جینا حرام
اُسکا دم پھولا تو اوپر آرہا — اسکے پیچھے حوض مین مین جارہا
صاف آب حوض ایسا ہوگیا — چشمۂ خورشید گویا ہوگیا
برہمن نے یہ کرامت دیکھکر — رکھ دیا سر اپنا میرے پاؤن پر
جب کہا مین نے رسالت کر قبول — بولا برحق مصطفےٰ حق کے رسول

برہمن نے شوق سے کلمہ پڑھا
اوس سے راضی ہوگیا رب العلا

ق

مناجات چندر بدن

یہ دعا اپنے دل پُر غم سے کی ‏— اے مہادیوی مہادیوی مری
عشق کر مہیار کا مجھکو عطا ‏— تا ہو چارہ ایک دونون درد کا
بھر دے میرے دلمین اُسکا دردِ عشق ‏— تا کہ مین ہو جاؤن غم پروردِ عشق
میرے غم مین میرا عاشق ہی نہان ‏— چاہیے غم اُسکا مجھکو بیگمان
محوِ مطلق کر مہادیوی مجھے ‏— تا رہون سرشار اسکی یاد سے
مجکو دکھلا بیخودی کا آئینہ ‏— بیخودی سے عاشقی کا آئینہ
اے مہادیوی تو مجھپر رحم کر ‏— ہون بہت ناچار اور مجبور تر
تابِ غم ہرگز نہین مجکو رہی ‏— اے کرم فرما مہادیوی مری
تنگ ہون جینے سے اے فریادرس ‏— اے مہادیوی کرم کن دادرس
زندگانی سے تو درگذری مین آج ‏— موت ہم دونون کا ہو شافی علاج
عیش دنیا کی ہوس ہمکو نہین ‏— عیش عقبیٰ کی طلب ہے بالیقین
تشنہ کامو نکو پلا دے جامِ موت ‏— راحتِ دارین ہے آرامِ موت
نکلے دم عاشق کا میرے سامنے ‏— یہ دعا کرتی ہون تیرے سامنے
مجکو جامِ موت دے اب بیگمان ‏— تا رہین اک قبر مین دونون نہان
ہوگئی مقبول اوسکی یہ دعا ‏— عاشقِ شوریدہ سر نے بھی سُنا
کیا مؤثر تھی وفاداری کی بات ‏— کر گئی اپنا اثر یاری کی بات
مر گیا مہیار یہ کہتا ہوا ؏ ‏— اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
مرتے مرتے آسمان سے یہ سُنا ‏— اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا
گود مین لیکر زمین نے بھی کہا ‏— اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہوا

کان مین چندر کے یہ آئی صدا — اے مُوے چل کیا تو دیوانہ ہُوا
اسکا دَم چندر بدن کے سامنے — نکلا شوق و راحت و آرام سے

ف

نقل ہے فرماتے ہین حضرت مسیح — اپنے شاگردون سے باقصیح
اوسگھڑی جھکتا ہے ہر انسان کا دل — جبکہ ہوجاتا ہے غم سے مضمحل
تنگ ہوجاتا ہے جب انسان کا حال — دلمین آتا ہے خیال ذوالجلال
رحمت حق گھیر لیتی ہے اوسے — سمت غم سے پھیر دیتی ہے اوسے
دردِ دل سے مانگتا ہے جو دُعا — وہ دعا ہوتی ہے مقبول خدا
درد خود بنکر اثر انسان کا — ڈھونڈھتا ہے آسرا رحمان کا
کھینچتا ہے رحمت حق کو اثر — جیسے جذب کہربا ہو کاہ پر
دَم مین ہے دمساز کا پورا کمال — ہے بہتر دَم سے ہمدم کا وصال
دَم سلامت ہے تو سب کچھ ہی یہان — دَم مین ہمت ہے تو سب کچھ ہے یہان
شرط یہ ہے چاہیئے قُوتِ حلال — نیک باطن پاک دل صدق مقال
زہد بھی درکار اور ورع و رضا — پاس انفاس و ادب خوف و رجا
ہے نَفَس انسان کا قُدسی صفات — جوہر فردِ رواقِ کائنات
یاد مین اللہ کے نکلے جو دَم — وہ فرشتونکے ہے ہمدم ہمقدم
یہ ملائک کا ہے جوہر لاکلام — چشم انسان مین ہے گو اسکا قیام
جسکا دم زندہ ہے وہ مردِ امین — حشر تک زندہ وہی ہے بالیقین
ذکرِ حق سے جسکا خالی ہے نَفَس — وہ نَفَس مُردہ یہی مَوت اوسکی بس
زندگی غافل کی حیوان سے خراب — زندگی جاہل کی شیطانسے خراب
یادِ مولا چاہیئے ہر ایک دَم — بیٹھتے اوٹھتے تجھے ہر ہر قدم

پھر تجھے حاصل ہے رحمانی وجود
دوسرا اک زیر انسانی وجود

پھر تصرف کا عمل قدرت پہ ہے
دست یابی کا محل حکمت پہ ہے

آشنا اسکو بنا لیتا ہے حق
اسکا سب کچھ جسکو حاصل یہ سبق

پھر دعا مقبول ہے تیری تمام
ہے کھلا تیرے لیئے دار السلام

ق

دیکھکر یہ ہوش کھو بیٹھی وہ حور
مار کر عاشق کو اپنے بے قصور

معجزہ یہ تھا لب جانبخش کا
جنبشِ لب سے ہوا عاشق فنا

چہرۂ پر نور سے مہیار کے
خرق عادت سیکڑون ظاہر ہوئے

تھا عرق سے تر رخ رنگین تمام
جیسے برگِ گل پہ شبنم کا قیام

پھول کے مانند چہرہ کھل گیا
آب رخ آب گہر سے مل گیا

تازگی بڑھتی چلی ہر آن و دم
بینی و پیشانی تھی لوح و قلم

آگئی صورت پہ نورانی بہار
گلشنِ رحمت تھی جسمانی بہار

دیکھکر اس شکل کو وہ ماہرو
پیار کرتی تھی خوشی سے موبمو

رخ شگفتہ اسکا تھا گل کی طرح
چہچہاتی تھی یہ بلبل کی طرح

لیکے سر مہیار کا آغوش مین
پوچھتی رخ کے عرق کو جوش مین

دل کو صدقہ کرتی تھی رخسار پر
جانکو او سکے روئے پر انوار پر

مار کر اوس غیرتِ گلفام کو
سوچتی تھی اپنے اب انجام کو

صبح سے تا شام لیکر اسکا سر
گود مین بیٹھی تھی وہ عنقا کمر

گھر کو اور ماں باپ کو چھوڑے ہوئے
کال او سکو چھ مہینے ہو چکے

راجہ رانی پر جو تھا غم اسکا ذکر
کسطرح کیجے بیان عاجز ہے فکر

جستجو چھ ماہ سے ہوتی رہی
فکر ہر اک راہ سے ہوتی رہی

ایک خلقت آئی او سجا وقت شام
ڈھونڈتی پھرتی تھی ہر اک شہر و مقام

دیکھکر چندر بدن کا حال زار
ہو گئے حیرت زدہ اور بیقرار

یہ خبر وحشت اثر پائے ہین جب
راجہ رانی آئے با رنج و تعب

دیکھتے ہین او سجگہہ کیا والدین
غمزدہ بیٹھی ہوئی ہے نورِ عین

حال اوسکا دیکھکر مادر پدر
ہوش کھو بیٹھے بصد دردِ جگر

رک گیا جوش قلق سے انکا دم
فرطِ غم ضبطِ فغان سے چشم نم

جسنے یہ دیکھا وہ ایسا رو دیا
دورِ دامن پاٹ دریا کا ہوا

زانوئے دلبر پہ تھا عاشق کا سر
دلمین چندر کے مگر عاشق کا گھر

اوٹھنے کیا دیتی اوسے عاشق کی جان
تکیہ عاشق کا وہی تھی بیگمان

دیکھا چندر نے ہٹا کر اوسکا سر
اوسکا سر سرکا نہ لیکن بال بھر

تھک گئے سرکا کے سب خورد و کلان
باپ مان چندر بدن پیر و جوان

ف

نقل ایسی حضرت لقمان سے ہے
قول انکا طالبِ رحمان سے ہے

شمعِ وحدت کی ہے لو روحِ عزیز
گرم اسکا خاصہ ہے کر تمیز

جسم ہے گرم اسمین جبتک ہے یہ جان
یہ نہو تو سرد و جسمِ ناتوان

جانکی گرمی سے اعضا ہین درست
سست کی جا سست جائی حیثیت

جان ہے پرکالۂ نارِ لطیف
نفس ہے حوالۂ جسمِ کثیف

جسم مین روشن ہے یہ روشن چراغ
ہے منور اس سے عرفانی دماغ

جسمِ انسان برجِ خورشید شرف
روح تابان مہر جاوید شرف

ہے تلاشِ روح گر انسان کو
پہلے دیکھے اپنی ہی خود جان کو

جان سے جانان کا چلتا ہے پتا
رہبرِ ذیشان کا چلتا ہے پتا

ہے طریقہ ہر طریقت کے لئے — ہے حقیقت ہر حقیقت کے لئے

روح ہے ادراک قلبی کا نکھار — جوش خون سے ہوتا ہے آشکار

کھینچکر دم سینہ مین روکے اُسے — پھر وہ یہ چیزین دکھائے گو تجھے

اسکو دیکھے غور فرما کے اگر — چشم دل مین اس سے بڑھتی ہے نظر

دلکی بینائی ہو جب حاصل تجھے — شکل دم اسطرح ہر دم چاہیے

دم کی محنت ہے عجب ہے ہان سوچ — زنگ آئینہ مین کیا عرفان روح

کیمیائے نفس ہے یہ دم کشی — جادوئے تسخیر صبر غم کشی

آگ اسکی ہے فروغ آفتاب — جان اس سے ہے ہمیشہ فیضیاب

ہے اسی قطرہ مین دریائے عظیم — ہے اسی ذرہ مین نور مستقیم

تم نہ سمجھو اسکو ہے تھوڑی سی آگ — پھونک دیگی سبکو یہ ایسی ہے لاگ

پھرتی ہے تن مین اسی کی روشنی — جلتے ہین اس آگ سے کبر و منی

آنکھ کی پتلی مین ہے روشن یہ آگ — اور خلیل اللہ کا گلشن یہ آگ

طور کا جلوہ ہے موسیٰ کے لئے — جلوۂ یوسف زلیخا کے لئے

سوز اسکا عرش سے ہے فرش تک — نور اسکا فرش سے ہے عرش تک

دیدۂ جسکا اس سے بینا ہو گیا — تا قیامت اوسکا جینا ہو گیا

ق

سبکو اٹھوا کر وہانسے وہ پری — عاشق مردہ سے یون گویا ہوئی

اے مرے دلدادۂ روح روان — اے مرے سرکردۂ اقلیم جان

عاشق چندر بدن اے ماہیار — جان من جانان من اے جان نثار

قول کا اپنے ہے مجکو بھی خیال — تیری ساتھی ہو مین سایہ کی مثال

تو بھی اب تیار ہو جا جلد تر — پہن پوشاک عدم او غسل کر

مجھکو گھر جانے دے اے عاشق مرے
لیلون رخصت سب سے مل ملکر گلے

پہنکر مین بھی کفن یکسر درست
ساتھ تیرے چلتی ہون مین ہوکے چست

کہکے چندر نے یہ عاشق سے سخن
سر کو سرکایا بصد رنج و محن

رکھکے سر کو خاک پر مہیار کے
اوٹھگئی دو بوسے لیکر پیار سے

ساتھ اپنے باپ ماںکے وہ پری
موت کا سامان کرنے کو اٹھی

ڈھونڈھتے مہیار کے مادر پدر
شہر کدری آئے تھے بہر پسر

پہونچی یہ اونکو خبر اکبارگی
آئے وہ روتے بصد لاچارگی

آنا والدین کا بیٹے کی میت پر

دیکھکر بیٹے کا لاشہ والدین
گر پڑے فرماکے ہائے نور عین

مارکر اک چیخ بیدم ہوگئے
ہوش کے ہمراہ خود بھی کھوگئے

دیر تک سکتہ کا عالم تھا وہان
اک قیامت خیز ماتم تھا وہان

اشک آنکھون سے روان سیلاب وار
درد دلمین درد مین غم بیقرار

دلمین دریائے محبت موجزن
غم کی طغیانی سے لرزان تن بدن

کثرت آلام سے دم مضمحل
حلق مین دم بند یا سینہ مین سل

جوشش گریہ فراط غم سوز نہان
کسطرح قائم رہے تاب و توان

دلسے پھر ظاہر ہوا غم کا بخار
روتے تھے یہ کہہ کے دونون زار زار

ہائے تیری نوجوانی اے پسر
ہائے مرگ ناگہانی اے پسر

یہ سیادت یہ شرافت یہ غضب
یہ قیامت اور یہ آفت یہ غضب

قول پر معشوق کے تو مرمٹا
خیر جو تونے کیا اچھا کیا

دلکی دلمین رہگئی حسرت تری
جان صدمے سے نہ تیری بچ سکی

داغ دیکر ہمکو تو جاتا رہا
زندگی بھر خوب ترساتا رہا

منہ دکھایا بعد رحلت ہائے ہائے
آہ قسمت وائے قسمت ہائے ہائے

آرزوئے دید حاصل ہوگئی
روشنئ چشم زائل ہوگئی

تیری میت دیکھکر ہم مرگئے
جیتے جی دنیا سے رحلت کرگئے

ایجوان طالع جوان بخت و جوان
داغ فرقت دیچلا کیا ناگہان

کتخدائی کے تری مشتاق تھے
تو چلا جاکر عروس مرگ سے

بدلے اب شب گشت کے تابوت کو
دیکھنا ہمکو پڑا اے نیک خو

کاش ہم شادی کا سہرا دیکھتے
اسکے بدلے پھول دیکھینگے ترے

خانہ آبادی کے بدلے اے پسر
خانہ بربادی کا سامان ہے ادھر

ہے دلھن کے بدلے لاشہ ہائے غم
اور دولھا کے عوض رنج والم

ف

حضرت ایوب پیغمبر ادیب
اسطرح فرماتے ہین اے خوش نصیب

خوان نعمت صبر انسان کے لئے
شان عزت صبر انسان کے لئے

جسکو ہے معلوم اسکا ذائقہ
بند اوسکی روح کا ہے ناطقہ

وصل کی لذت کی ہے دلکو خبر
کر نہین سکتی زبان یہ مشتہر

ہے زبان عاجز بیانِ وصل سے
ہے بیان قاصر زبانِ وصل سے

حال یہ روشن ہے صابر پر ضرور
اوسکو کیا معلوم جو ہے ناصبور

صبر چمکاتی ہے نورِ عقل کو
عقل بھڑکاتی ہے نارِ نقل کو

صبر سے لیتے ہین عارف سارے کام
صبر سے ہے جان و دل کا انصرام

روشنی آتی ہے نورِ صبر سے
جسم جان پاتی ہے نورِ صبر سے

صبر تسلیم و رضا کی ہے کلید
صبر ورع و اتقا کی ہے کلید

صبر کا دل میں مقید ہے بخار
صبر کی ہے جا نمیں انسانکے نار

مغز انسان پر اسیکا ہے حجاب
رمز عرفان پر اسکی ہے نقاب

راستے بیحد ہیں عرفان کے لئے
صبر بہتر راہِ ایقان کے لئے

حضرتِ اللہ ربّ العالمین
صابرونکا رہتا ہے بالیقین

ہے کھلا صابر پہ بابِ معرفت
صبر ہے مفتاح بابِ مکرمت

صبر سے حاصل ولایت بیگمان
صبر سے حاصل نبوّت کا نشان

چاہئے انسان کو صبر اختیار
صبر پر راحت کا ہے دارومدار

لب کشائی عیب ہے اس راہ پر
ہے یہ ظاہر امر اہل اللہ پر

جسنے لب کھولا وہ باطل ہوگیا
یعنے وہ عالم سے جاہل ہوگیا

فرقِ کفر و دین نہیں اس راہ میں
دونوں ہیں ڈوبے ہوئے اک چاہ میں

ق

دوسرے دن صبحکو سب خاص و عام
کرتے تھے دفن و کفن کا انتظام

ہوگیا تیار تابوت اوس گھڑی
ایک خلقت زار و گریان تھی کھڑی

قبر قبرستان میں کھودی گئی
لاش پہونچانے کی تیاری ہوئی

لیچلے تابوت جب سوئے مزار
لاش عاشق کی نہ اوٹھی زینہار

لاش کا رُخ تھا سوئے سندر پٹن
کھینچ چلی وہ جانب چندر بدن

بوجھ سے وہ اسقدر بھاری ہوئی
لاش اوٹھائی تھک کے پھر نیچے رکھی

پھر جنازہ اوٹھکے خود مہیار کا
جانب سندر پٹن اوڑتا چلا

پیچھے پیچھے لوگ تھے اسکے دوان
شور و غل اور آہ و واویلا کنان

در پہ آکر منتظر دلدار کا
رُک گیا تابوت خود مہیار کا

راجہ حیران ہوگیا اسبات پر
عقل اسکی کچھ نہ کام آئی مگر

فکر سے سر در گریبان ہو گیا — صورتِ آئینہ حیران ہو گیا
کچھ نہ آخر بن پڑی تدبیر سے — ہو گیا چپ گردشِ تقدیر سے
در پہ راجہ کے جنازہ اڑ گیا — اسکا غم راجہ کے دل پہ پڑ گیا
کی بہت کوشش ہٹانیکے لئے — داغِ دل اپنا مٹانے کے لیے
ہو گیا بیسود سارا اسکا کام — پھر کیا اپنے مصاحب سے کلام
در سے کیون جاتا نہین ہے میرے آج — کیا ہے اس دردِ درونی کا علاج
اس مسلمانکا جنازہ ہے خراب — دے رہا ہے مجکو بیحد پیچ و تاب
بعد مرنیکے بھی یہ اس کا دماغ — لگ گیا ہندو دھرم کو سخت داغ
پہلوانونسے بھی کھنچوایا تمام — تھک گئے کر کرکے سارے اپنا کام
ہاتھی بند ھوا کر بھی کھنچوایا مگر — جائے سے اپنے نہ سرکا بال بھر
اُس جنازہ کو نہ جنبش تک ہوئی — سخت نادم ہو گیا نگراپتی
ہار کر بیٹی سے اپنے یون کہا — تو ہی کچھ تدبیر اسکی اب بتا

ف

تھے رسولِ حق کہین مردِ حکیم — عارف و کامل ذکی دانا فہیم
رات دن تھے طالبِ دیدارِ روح — عقل سے پائے نہ کچھ آثارِ روح
دم کشی کے شغل سے لیل و نہار — ڈھونڈھتے تھے روح کو وہ باوقار
تن مین اپنے عقل کا لیکر چراغ — چھان ڈالا خانۂ دل اور دماغ
دیکھکر سارا بخارِ خونِ دل — چار عنصر مین نہ پائے متصل
بعد ازان صندوق اک بنوا لیا — کرکے محکم آئینہ سے جڑ دیا
کر دیا در بند اوسمین لیٹ کر — سو گئے وہ اسمین بیخوف و خطر
اونکا دم صندوق مین گھبرا گیا — ہو گئے بیخود حکیم باصفا

روح انسانی پہ تھا دم کا اثر — روح تھی بیچین تن مین پُر خطر
بس نکلکر جسم سے روح وجود — پھرتی تھی صندوق مین مانند دود
جاتی تھی پھر جسم کے اندر وہ جان — آگ بنکر آتی تھی باہر وہان
جا کے پھر وہ نور بنکر آئی وہ — شعلۂ کُہِ طور بنکر آئی وہ
چُھپ گئی پھر جا کے تن مین الکجا — اور اُٹھی ہمّت سے اپنی پر ملا
اوڑ گیا صندوق با جسمِ گران — تھی ہَوا کے ساتھ وہ روحِ روان
دوش پر بادِ صبا کے سر بسر — پھرتا تھا صندوق وہ شام و سحر
لگ کے کوئی دامنِ کُہسار سے — ہو گیا ٹکڑے وہ مارا مار سے
جسم مین پھر جان آئی ناگہان — جانتے تھے اسکو وہ مطلوبِ جان
ہو گئی ظاہر حقیقت روح کی — حق سے ایسی ہے ودیعت روح کی
سرورِ عالم محمّد مصطفےٰ — پائے ہین معراج مین قربِ خدا
جسمِ اطہر سے گئے افلاک پر — کُھل گیا سب صاحبِ لولاک پر
آنکھ سے دیکھ آئے وہ رحمان کو — شُبہ ہے تو دیکھ لے قرآن کو
ہے حدیثِ پاک سے ثابت یہی — جسم سے معراج حضرت کو ہوئی

ق

یون کہا چندر نے اپنے باپ سے — مہربان و قبلہ و کعبہ مرے
ڈھونڈتی یہ لاش مجکو آئی ہے — موت میری ساتھ اپنے لائی ہے
چھوڑ کر مجکو یہان جائیگی کیا — مجکو لیجائیگی ساتھ اپنے لگا
موت میری آج ہے پیش نظر — لے چُکی ہون سب سے رخصت اے پدر
جان ہین بیٹے کو ہون اپنی خوشی — زیست میری آپ کی شرمندگی
عشق مین کیا ہے بھلا مذہب کا کام — ہین یہان ہندو و مسلمان اک تمام

مرد و زن کا تو یہان ہی ایک راز
منعم و مفلس کا کیا ہے امتیاز

شرم و غیرت آبرو و عزت تمام
عشق مین ہرگز نہین یہ رسم عام

مخلصی اسکے سوا ہرگز نہین
میرا مرنا تمکو راحت بالیقین

قاضی اور ملا کو بلوا دو مجھے
کلمہ پڑھلون جان و دل سے شوق سے

سنکے راجہ نے کہا اے جان من
کیا غضب کرتی ہے اے چندر بدن

تیرے منھ سے کیسے یہ نکلا کلام
تاب سننے کی نہین ایسا پیام

مین اسی غم مین ترے ہی روبرو
جان دیدونگا نہ کر یہ گفتگو

کیا سناتی ہے مجھے ای جان من
ہائے اے چندر بدن چندر بدن

یون کہا چندر بدن نے ای پدر
مول لیتے ہو عبث تم دردسر

جان لی ہے مینے خود مہیار کی
ہے خبر کچھ بھی مری گفتار کی

آئی ہے یہ لاش میری بات پہ
آپکو معلوم ہے یہ اے پدر

چاہیے کرنا مجھے وعدہ وفا
بیوفائی مجھسے ہو ممکن ہے کیا

سنکے یہ رنگراتی زار و نزار
روتے روتے اٹھ گیا دیوانہ وار

ف

حضرت یونس رسول کبریا
اسطرح فرماتے ہین اے باصفا

عشق اسکا نام ہے محبوب جان
جس سے وہ راضی ہو یہ ہو شادمان

وہ اگر مارے تو یہ مردہ بنے
وہ جلائے تو یہ زندہ ہو رہے

اسکی مرضی کے مطابق کام ہو
نیک ہو یا اسکا بد انجام ہو

مورد جور و جفا بننا ضرور
ظلم پر اسکے نہ ہونا ناصبور

لب نہو شکوہ سے ہرگز آشنا
عاشقی مین ہے اسیکا کچھ مزا

جس سے شادان ہے وہ ذات بیمثال
شادمان اس سے رہی شوریدہ حال

ہو تصدق جان رہنمائے یار پہ | دل نہ لائے ماسوائے یار پہ
حکم جو صادر ہو وہ تعجیل ہو | جان و دل سے جلد تر تعمیل ہو
اسکی ممنوعات سے لازم حذر | چاہیے آمین نفع ہو یا ہو ضرر
بوالہوس کا کام ہے کرنا خلاف | کچھ نہین صادق کی دلمین اختلاف
ہے ہوس ناکارہ و ناکامیاب | بوالہوس کی ہر جگہہ مٹی خراب
عشق سے واقف نہین جو بوالفضول | اُس ہوس پیشہ کو ہوگا کیا حصول
مرد ہی پر کچھ نہین موقوف عشق | صدق سے عورت کے ہے مالوف عشق
عشق ہے مجنون شمع حسن پر | حسن مفتون عشق پر شام و سحر
اسکی نیرنگی عجائب شان کی | اسکی بیرنگی غرائب جان کی
اس دوراہے سے گذر جسکا ہوا | مرد عورت ہے تو عورت مرد وا
جسم مین ہے اختلاف او جان ایک | نیتون مین اختلاف ایمان ایک
ہے دوئی یہ رسم کفر و دین بنام | عشق کو اس سے غرض مطلب نہ کام
کاملونکا صدق کامل عشق ہے | عاشقونکا قلب واصل عشق ہے
عشق کا چرچا ہے ہر جا صبح و شام | حاصل حق عشق ہے بس والسلام

ق

والدہ کے پاس آکر وہ پری | یون زبانِ حال سے گویا ہوئی
اے مری امّان شفیق و مہربان | دیکھ لے مجکو کہ ہون مین میہمان
مجھسے کرلے بات رونا ہے عبث | ہاتھ سے یہ وقت کھونا ہے عبث
میری امّان دو گھڑی کے واسطے | مجھسے بولے کہہ لے ہنس لے بول لے
بعد مُردن تو کہان اور مین کہان | دلمین رہجائیگی یہ حسرت نہان
سُنتے ہی یہ دلشکن غمگین خبر | اُٹھکے بیٹی سے ملی وہ جلد تر

غم گلوگیر اور آنکھیں اشکبار | موجزن سینہ مین بحرِ انتشار
اشکِ خون مین سب لباس اسطرح سُرخ | ہو شفق سے آسمان جسطرح سُرخ
تھا قیامت کا سمان دونون کا غم | الوداعی درد فرقت کا اَلَم
زندہ بیٹی کا جنازہ دیکھکر | ہوگئی مان مثلِ مُردہ بےخبر
اک اُداسی آنکھون مین چھائی ہوئی | دل پریشان جان گھبرائی ہوئی
جسپہ یہ گذرے وہی کچھ جانے خوب | یا ہو واقف اس سے علام الغیوب
صدمہ جان رنج دل دردِ جگر | سب پہ قبضہ درد کا المختصر
قامتِ رعنا سے وہ رشکِ حور | کرکے پیدا فتنۂ روز نشور
باپ سے بولی کہ میرے مہربان | حضرتِ قاضی و مُلّا ہین کہان
پاکے راجہ کا اشارہ اک نفر | قاضی و مُلّا کو لایا جلد تر
قاضی و مُلّا سے بولی رشکِ ماہ | کلمہ پڑھوادو مجھے اے دین پناہ
کرکے تم مجکو مشرّف دین سے | اسکے سب ارکان بتادو مجھے
صدقِ دل سے کرکے دین اسکو ادا | موت کی اللہ سے مانگون دُعا
قاضی و مُلّا نے پڑھوایا اُسے | دین کے حکمون کو سکھلایا اُسے
انکو رخصت کرکے چندربدنے اُدھر | کی نماز فرض ادا وقتِ سحر
مانگی پھر اللہ سے اپنے دُعا | باخشوع و باخضوع و باصفا
موت دے اے قاضی الحاجات تو | ایخدا اے رافع الدرجات تو
پہلے ہو مہیار سے میرا وصال | دونو نکو حاصل ہو پھر تیرا وصال
آملا اُسکی دعا سے خود اثر | دیکھتے تھے اسکو سب اہلِ نظر
پھر بُلایا اُسنے عاشق کو وہان | جوشِ لطف و مہر سے باصدقِ جان
لاشِ عاشق کی چلی بالائے بام | دیکھتے ہی رہگئے سب خاص و عام

عاشق و معشوق دونون ایک دم — ملگئے یون جیسے مرد و زن بہم
دونون مردے ملکے ایسے تھے کھڑے — خوش ہون جیسے عید مین ملکر گلے
دیکھنے والون کو تھا ایسا گمان — پیار کرتے ہین یہ دو دلدادگان
شکل جوزا کی نظر آنے لگی — دیکھ کر مخلوق گھبرانے لگی

ف

نقل ہے حضرت حسن بصری خلیق — اور امام مالک و حضرت شقیق
تینون اکدن رابعہ کے پاس تھے — صدق کے یون کر رہے تھے تذکرے
پیشتر حضرت حسن نے یون کہا — جھوٹ ہے دعوی یہ اسکی صدق کا
مار پر آقا کے جو صابر نہ ہو — اور اپنے حال پر شاکر نہو
رابعہ نے یون کہا اے ذی شعور — بو خودی کی اسمین آتی ہی ضرور
پھر شقیق اسطرح اُنسے کہہ اُٹھے — مار پر حقکے نہ جو شاکر رہے
دعوی صدق اُسکا زیبا ہی نہین — وہ تو ہے جھوٹا جہانکا بالیقین
رابعہ نے یہ جواب اونکو دیا — صدق اسپر بھی نہ صادق آئیگا
حضرت مالک نے فرمایا ضرور — صدق مین کامل ہے وہ سرو شعور
پائے لذت زخم سے دلدار کے — سمجھے گل کی طرح صدمے خار کے
صدق نے اس دلمین پکڑا ہے قرار — ہے وہی صادق امین تقوی شعار
رابعہ بصری نے اُنسے یہ کہا — اس سے بھی مطلب نہین حاصل ہوا
تینون صاحب نے کہا فرمائین آپ — جو خلاصہ اسکا ہے بتلائین آپ
رابعہ نے اسطرح اونسے کہا — ہے دوائے زخم تیغ دلربا
مست جو ہے دید مین دلدار کے — درد سے واقف نہو وہ یار کے
صدق اسکے دلمین ہے صادق ہی وہ — عشق اسکے دلمین ہے عاشق ہی وہ

حضرت یوسف کا چہرہ دیکھکر
تھین زنان مصر بےخود بےخبر

رہگیا ہاتھون مین ثابت وہ ترنج
کر کے ہاتھونکو قلم پایا ہے رنج

کچھ نہ سوجھا انکو ہم کرتی ہین کیا
بیخودی مین کر گئے کرنا جو تھا

ق

اسطرح دونونکے بجسن ہونے سے
ہوگیا ثابت کہ مُردے ہین کھڑے

یہ تماشا تھا تعجب کا وہان
سب کے سب بیہوش تھے پیر و جوان

فکر تھی تجہیز اور تکفین کی
مشورت آپس مین تھی تلقین کی

یون کہا راجہ نے انکو آگ سے
اب جلا کر پاک کرنا چاہیئے

قاضی مُلّا بولے راجہ سے حضور
دفن کرنا چاہیئے ان کو ضرور

کیونکہ یہ مہیار اور چندر بدن
دونون مومن ہین مناسب ہے کفن

دفن کر نیکو نہ مانا زینہار
قول پر اپنے رہا وہ برقرار

قاضی اور مُلّا سے راجہ نے کہا
کر کے ان لاشونکو اک اک سے جُدا

دفن تم مہیار کو چاہو کرو
ہم جلا ڈالینگے اپنی دُخت کو

سُنتے ہی فوراً یہ راجہ کا کلام
کھینچنے اونکو لگے ملکر تمام

ہوگئے زور آورونکے پست زور
تھک گئے کر کر کے سارے مست زور

رکھکے ازرہ موجب فرمان شاہ
چیرنے اونکو لگے بے اشتباہ

مرد و زن مین جسقدر آرہ چلا
جسم اُن دونونکا اُتنا ہی ملا

جیسے جیسے چیرتے تھے وہ اُدھر
ویسے ویسے مل رہے تھے پاؤں سر

بعد اسکے یہ تماشا ہو گیا
دو رہے سر جسم مل کر اک ہوا

ایک تن دو پاؤن دو سر ہاتھ چار
ہوگئی اسطرح صورت آشکار

ہوگیا راجہ نہایت غم نصیب
دیکھکر آنکھونسے یہ شکل عجیب

ہو گئے مجبور جب سب آدمی
خود بخود دونو نکو اک جنبش ہوئی

گھومتا ہے جسطرح جیسے گرد باد
اسطرح اوڑتے چلے وہ بامراد

ف

ایک دھوبن تھی کسی راجہ کے گھر
اوسکا تھا لڑکا جوان الفت سیر

کپڑے وہ راجہ کی بیٹی کے تمام
شوق سے الفت سے دھوتا تھا مدام

عشق اسکو اُسکے کپڑوں سے ہوا
مست خوشبو سے تھا وہ صبح و مسا

مِلگیا اک روز ریشم کا لباس
تھی بسی اُسمین عجب پھولونکی باس

اسکی خوشبو سے ہوا بیہوش وہ
کام اپنا کر گیا پُر جوش وہ

اُسکے گھر تک کیسے ہو اسکا گذر
کسطرح باہر وہ آئے سیمبر

محو حیرت ہو گیا مشتاق دید
دم بخود تھا شہرۂ آفاق دید

اُسکی مادر نے کیئے صدہا علاج
ہو سکے کیسے درست اسکا مزاج

اُڑتی اُڑتی یہ خبر ایسی اوڑی
کانمین اوس دلربا کے جا پڑی

اُسکا دل اندر تڑپ کر رہ گیا
خستہ جان باہر تڑپ کر رہگیا

جانے عاشق دل لگانیکا مزہ
دلربا کے ناز اوٹھانیکا مزہ

جانکر خورد و کلان مُردہ اُسے
اوسکو مرگھٹ آگ دینے لیچلے

رکھدئے جلتی ہوئی انگار پہ
شوق سے جلتا تھا وہ شوریدہ سر

پھیلکر اوس لاش عاشق کا دھوان
پہونچا راجہ کے محل پر بیگمان

عشق کی تاثیر کوئی دیکھیے
اسکی ہر تدبیر کوئی دیکھیے

راجہ اسکو دیکھکر حیران رہا
حال ہر اک شخص سے پرسان رہا

دختر راجہ کے دل پر تھا اثر
جلتی تھی خاموش وہ بیٹھی ادھر

بنگئی کُشتہ وہ جلکر سیمتن
بنگیا اکسیر پھر اُسکا بدن

ہوگئی وہ کیمیا اک آن مین
اُسکی جان تھی عشق کے فرمان مین

جلکے جسدم راکھ عاشق ہوگیا
رہبر اسکا عشق صادق ہوگیا

بعد راجہ کو ملی اسکی خبر
ہوگیا ششدر وہ غمسے پُر اثر

غم کی لوگونپر گھٹا چھائی ہوئی
حیرت اپنا رنگ دِکھلائی ہوئی

عشق کی کاریگری کو دیکھیے
اوسکے طرزِ خودسری کو دیکھیے

اُلفت اسکو کہتے ہین اُلفت ہے یہ
ہمت اسکو کہتے ہین ہمت ہے یہ

چاہیئے انسان کو پختہ خیال
خام کا ناکامیابی ہے مآل

ق

قبر جو مہیار کی تیار تھی
لیٹے اوسمین یہ بنا اور وہ بنی

ساتھ ساتھ اسکے تھی ساری خاص و عام
جسطرح شب گشت مین ہو ازدحام

عقد شرعی تھا جنازیکا بھی راز
کی ادا سبنے جنازے کی نماز

بلکے خاص و عام نے مٹی بھی دی
قبر بھی تیار بنکر ہوگئی

ہوگئے اس کام کو صدہا برس
آجتک حیرت زدہ ہین لوگ بس

تھا صفر بائیسوین[۲۲] اور بدھ کا روز
تھا جلوسی سن دو بد رومہ فروز

واقعات واقعی کا ہے شمار
سات سوانیس[۷۱۹] ہجری آشکار

ایک ہی مرقد ہے اور تعویذ دو
اک اِدھر اور اک اُدھر خوب ونکو

پاس ہے مدراس کے کدری مقام
اوس جگہہ مدفون ہین دونون نیکنام

لوگ آتے ہین زیارت کے لیئے
چار جانب سے یہ سُنکے واقعے

خاک تربت لیکے جاتے ہین مدام
بہر تسخیر عمل شوریدہ خام

قبضہ مین لانا کسیکو ہو اگر
یہ پلا دیتے ہین مٹی گھول کر

ہوتی ہے عورت مطیع حکم مرد
یہ مجرب ہے عمل اے اہل درد

روک لے خامہ کو اے شاکر شتاب
ختم کر واللہ اعلم بالصواب

تعریف عشق

واہ وا اے عشق انسان واہ وا — واہ وا اے عشق دوران واہ وا
واہ وا اے فتنۂ چرخ برین — واہ وا اے شور و غوغائے زمین
مرحبا اے روح عالم مرحبا — مرحبا اے جان آدم مرحبا
مرحبا اے عاشقونکے دم شکن — مرحبا اے اوستادِ مکر و فن
حبذا اے سروِ بستانِ ارم — حبذا اے نور رب ذوالکرم
حبذا اے جلوہ آرائے خیال — حبذا اے رونقِ روشن جمال
کیا کرشمہ کر دکھایا تونے آج — آفرین صد آفرین اے خوش مزاج
واہ اے غواصِ بحر معرفت — اپنی دکھلائی ہمین تونے صفت
ملگیا چندر بدن سے ماہیار — ہے ترے ہر کام مین حکمت ہزار
ہوتا ہے مردو نسے ہی مردانہ کام — پست ہمت دیکھے کیا شکل مرام
آدمی سے کام تو لیتا ہے جو — وہ کسی مخلوق سے ہرگز نہ ہو
تیری باتومین اثر ہے دلپذیر — اور کوئی قصہ سنادے بے نظیر
اک سخن مین ہے ترے شیر و شکر — اک سخن پر شور اور اک تلخ تر
اک سخن ناقص مکدر اور کثیف — اک سخن کامل منور اور لطیف
اک سخن ناپائدار اک پائدار — اک سخن نا استوار اک استوار
اک سخن خونریز اور اک زہر ریز — اک سخن آفت نما اک قہر ریز
عشق مجکو عشق کی باتونسے ہے — شوق مجکو شوخ صلواتونسے ہے

اک ظرافت مین لطافت کا بیان — جس سے دل خوش ہو سنا وہ داستان

گو مرے منھ سے سناتا ہے کلام — جانتے ہین جاننے والے تمام

ظ

ایک تھا کمبخت تاجر مردہ مرد — یعنے عضو خاص وہ رکھتا تھا سرد

بیاہ کی رکھتا تھا خواہش مرد خام — یہ ہوس دلمین تھی اسکے صبح و شام

دلمین ہر دم آرزوے خوبرو — بیٹھتے اٹھتے یہ فکر اور جستجو

وہم یہ تھا گر ہو زن صاحب جمال — تن مین زور آجائیگا وقت وصال

سر بسر جب حال ہو اپنا عیان — پھر بڑھاتا ہے عبث وہم و گمان

یاد رکھ نافہم علم سرمدی — ل — بھرتا ہے عرفان کا دم اے اخی

کچھ نہین اس ہیز کو مطلق خبر — معرفت کہتے ہین کسکو ای پسر

ہانکتا اٹکل سے ہے وہ بے حیا — شاہد معنی سے کب ہے آشنا

مست ہے اپنے خیال خام سے — شادمان ہے معرفت کے نام سے

نور و ظلمت کی نہین جسکو تمیز — وہ کرے اس راہ مین کیا ایعزیز

اتفاقاً مل گئی اک نازنین — ظ — حور طلعت مہوش روشن جبین

حسن مین بے مثل صورت مین پری — نازنین انداز مین جادوگری

اسکے ہونٹون پر ہنسی کا کھیلنا — مسکرا کر تھا کلی کا کھیلنا

خشک زاہد کی نظر اوسپر پڑے — پھر بھلا نیت سلامت کیا رہے

الغرض اس حور کو وہ بے شعور — زور و زر سے بیاہ کر لایا ضرور

پہونچا جب خلوت مین بہر مدعا — پاس اوسکے جاکے بیٹھا بے حیا

ہاتھ ڈالا اوس پری پیکر پہ جب — غرق بحر شرم تھی وہ باادب

اسطرح سمٹی حیا سے گلبدن — جسطرح سمٹے لجالو جان من

شرم کے مارے ادب سے نازنین — سر جھکائے بیٹھی تھی اندوہگین
دلمین وحشت جان مین خوف و خطر — دم پریشان نبض مضطر چشم تر
تن ہوا اُس گلبدن کا آب آب — جیسے شبنم سے ہو آلودہ گلاب
برف سا ٹھنڈا بدن سر تا بہ پا — گل سے نازک جسم گل اندام کا
گود مین جسوقت اُس گل کو لیا — گل نہان دامن مین گلبن سے ہوا
ہے کہان وہ عندلیب جان من — ل — ہے یہان پھولا محبت کا چمن
اِک گل تر کے سبب سے بوئے باغ — روح پرور عطر افزا ہے دماغ
اس حقیقت کو سمجھ ای مُشت خاک — روح کا سرچشمہ ہے وہ نور پاک
ذرہ کی سورج کے آگے کیا چمک — عرش اعظم کے مقابل کیا فلک
آتا ہے نزدیک جب وہ نور پاک — کانپ جاتی روح ہے ای مُشت خاک
بید کے مانند تھراتی ہے روح — نور سے خوف اسقدر کھاتی ہے روح
روح پر پرتو پڑے جب نور کا — روح بنجاتی ہے سایہ دور کا
جب پڑے سایہ پہ نور آفتاب — سایہ ہو جاتا ہے پوشیدہ شتاب
رہگیا محروم مقصد سے وہ فر — ظ — دم نہ عضوِ خاص مین تھا سر بسر
قُم باذنِی بولتا تھا بار بار — کرتا تھا کار مسیحائی حمار
کب اوٹھے مردہ بھلا حیوان سے — کسنے دیکھا معجزہ شیطان سے
نیند والے کو جگانا سہل ہے — اور مُردہ کو جگانا جہل ہے
لہو و بازی مین گذاری اُسنے رات — دل کی دلمین رہگئی مطلب کی بات
ہو کے نادم زور کچھ دلپر دیا — کیا کمان سے کام نکلے تیر کا
بن پڑا آخر نہ کچھ تدبیر سے — ہو گیا مجبور وہ تقدیر سے
ایسے ہی دنیا طلب اہل کمال — ل — راہِ حق مین ہین نہایت خستہ حال

عقل ناجز ہے یہان نالہ چاہیئے — صدق کا اُنکو کمال چاہیئے
ہے نہین جس شخص کو عین الیقین — جانتا ہے اپنے وہمونکو وہ دین
رات کو دن جانتا بیشک خطا — جانے جاہل نور کیا ظلمات کیا
گر خیالی کھانا کھوائے کوئی — سیر اُس سے کسطرح ہولے اخی
خوابمین زن سے ملے کوئی بشر — اُس سے کیا ہو طفل پیدا بیخبر
کھیل ہین اک کھیل جورو مرد کا — مُفت مین تجہ پہ منافع ہین جدا
ظ رات بھر مضطر رہا وہ سفلہ خو — صبح ہوتے ہی چلا حمام کو
خود اُسے زن سے کنارا چاہیئے — بیحیائی کا سہارا چاہیئے
غسل سے فارغ ہوا وہ ہیز جب — قیمتی پوشاک پہنی اوسنے سب
ڈونک مارے چور کو بچھو اگر — وہ تو چپکا ہی رہیگا اے پسر
خوابمین فضلہ اگر کھائے کوئی — صبح وہ کس سے کہیگا اے اخی
ل ظاہری دکھلاوے ہے کچھ اور بات — باطنی کے اور ہین رمز و نکات
ظاہری اک خواب کا سا حال ہے — باطنی بیداری یہ احوال ہے
اور خوشی ظاہری کی ہے ناپائدار — فکر عقبیٰ ذکر مولا برقرار
علم ظاہر سے کھلے کیا رمز جان — رمز جان ہے علم باطن مین نہان
سوئے معنی ہو جو تیری چشم روح — آئے پھر تجکو نظر اے ذی فتوح
ظاہری زینت ہے تیری سب فضول — شوق سے کر چیز اصلی کو حصول
چیز اصلی ہے حقیقت جان کی — ہے ودیعت جان مین رحمان کی
ظ خیر سے وہ دن گذر کر آئی رات — ہوگیا دلگیر مرد بدصفات
رات کیا آئی قیامت آگئی — جان پر اسکے اک آفت آگئی
ہوش رخصت عقل گم ہنگام سخت — نفسی نفسی بولتا تھا تیرہ بخت

آیا خلوت گہ مین بعد نیم شب — تا کہ ہو سینہ بسینہ لب بہ لب
وہ پری پیکر ہوئی بستر سے دور — آرزوئے وصل سے دل کو سرور
ہاتھ اسکا جا پڑا اسپر کہین — جھک گئی اک ناز سے وہ نازنین
اوس گھڑی کا لطف پوچھا چاہیئے — حضرت دل کے کسی معشوق سے
دلپہ بجلی کوندکے اک گر گئی — حسرتون مین جان اوسکی گھر گئی
جان پر تھا طور کا جلوہ گرا — مثل موج آب لہراتا رہا
عبدیت رحمانیت معبودیت — ل — بیچ مین واقع ہوئی رحمانیت
برزخ کبریٰ یہ ہے اے ذیشعور — یہ ملا دیتی ہے دونون کو ضرور
کھینچیگی رحمانیت بندہ کو جب — عبد قرب حق سے ہوگا حظ طلب
اوس گھڑی کے لطف کا ہو کیا بیان — زندہ دل سمجھے یہ باتین بیگمان
مردہ دل واقف نہین اس راز سے — لطف کیا کر کو صدائے ساز سے
ابر برساتا ہے پانی بے شمار — گل کہین اگتا کہین اگتا ہے خار
محرم اسرار ہین جو رازدان — کنہ سے واقف ہین سکی بیگمان
عبد کے معبودیت آتی ہے پاس — عبد ہو جاتا ہے بالکل بدحواس
طاری ہو جاتا ہے عالم لطف کا — لوٹتا ہے دل ہی کچھ اِس کا مزا
وہ جوان ہین ہنیر کتّے کے مثال — ظ — سونگھتا تھا اوسکو با شوق وصال
بیت ابرو کو صنم کے دیکھکر — کچھ اسے بھی شعر سوجھا تھا مگر
مصرع اوّل نہ موزون ہو سکا — بیت سے پھر اسکے یہ ٹکرائے کیا
رہگیا پکڑے ہوئے اپنا قلم — سکتہ اُس مصرع مین پایا بیش و کم
حظ نہ اُس کمبخت کو آیا ذرا — دلمین اپنے خود بخود نادم رہا
عشق کچھ ہو تو مزہ بھی آئے کچھ — اور مزہ بے عشق کے کیا پائے کچھ

اب خدا حافظ ہے اس بیمار کا / کون ہے غمخوار اس آزار کا
خود نہ سویا اور نہ سونے ہی دیا / وہ عبث اسکو سُناتا ہی رہا
کچھ خیالِ خام سے نکلا نہ کام / اور شرمایا نہ کچھ صورت حرام
وہم سے چلنا رہِ توحید جہل / اسمین ملنا ہے دوئی کی راہ سہل   ل
شرک گر وحدانیت مین آگیا / دین اور دنیا سے پھر جاتا رہا
تجکو بہکائے خیالِ خام بس / یاد رکھ اسبات کو ای بوالہوس
گننا وہم بد کو اپنے معرفت / ہے یہ جاہل خام کارونکی صفت
محرمِ اسرارِ ملکِ سرمدی / مرد اس میدان کے ہین واقعی
جو کہ شوقِ وصلِ خالق سے ہے دُور / اُسکو مردِ ہیز جانو بالضرور
لذتِ حق سے ہے جو نا آشنا / اوسکو حاصل کیا محبت کا مزا
یونہی جب گذری مہینے ایک دو / پھر دوائی سوجھی اُس نامرد کو   ظ
کچھ دوا سے بھی نہ پایا انسداد / تھک کے بیٹھا بخت پر وہ نامراد
ہٹ وہی قائم کہ ہر شب نزدِ یار / جانا بیشرمی سے اُسکو بار بار
اوس پری کا خوف بھی جاتا رہا / شوق سے پاتی تھی قربت بارہا
کون شب ہوتا نہین تھا امتحان / ہوگیا پھر شبہ اسکو بیگمان
آزمایا ایک شب اوس ہیز کو / کر لیا معلوم اس ناچیز کو
پھر کیا دل صاف اسکا اس سے آہ / گر گیا نظرونسے وہ گمکردہ راہ
گر پڑا معشوق کی نظرونسے جو / جیتے جی اوسکی جگہہ دوزخ مین ہو
گھر مین کوئی ہو تو اک آواز بس / ورنہ جلانا عبث اے بوالہوس   ل
نسخۂ وحدانیت اے نیک پے / ہے مجرب مُردہ دل کے واسطے
شافیٔ مطلق کریم کارساز / حُبِ مولا ہے شفائے جان نواز

ہے سلامت زندہ دل صحت کے ساتھ
مُردہ دل آفت میں ہے ذِلّت کے ساتھ

زندگیٔ زندہ دل نعمت عجب
مُردہ دل کی زندگی رنج و تعب

اِتباعِ حضرت خیر الوریٰ
نور بخشِ جان و دل ہے اے فتا

جو رہِ توحید سے ہو بر خلاف
وہ نہیں پائیگا ہرگز راہِ صاف

آگئی پھر اپنے گھر وہ رشک حور
کھُلگیا سب میں یہ حال بے شعور

سامنے لوگوں کے شرمایا نہیں
بیحیا ایسا نہیں ہوگا کہیں

آدمی کا ہِسکو تھا چکنا گھڑا
چاہ میں بھی ڈوب کر سوکھا رہا

غیر کی امداد اُس زن کو ملی
خوش رہا اُس سے بہت مردِ شقی

ہوگئے بچے بھی آخر پانچ چار
غیر کی دولت سے خوش تھا نابکار

ہے یہی صوفی نما درویش نام
جانتا کچھ بھی نہیں وہ مردِ خام

سیکھ کر دو چار باتیں غیر کی
آپ بن بیٹھے میں مرشد پیر جی

جھوٹے پیروں کی ہے جھوٹی داستان
صرف وہ ہے نقشۂ وہم و گمان

انکے ایمان کی ہے پانی پر بنا
ہے نہ قائم انکا وہم نارسا

حکمِ شرعی ہر بشر کے واسطے
نیک ہے اور ٹھیک ہے اپنے لیے

یہ نشانہ بچیگا نہ ظاہری
ہے یہی ایمان و جان معنوی

بد سے بچنا نیک رہ چلنا مدام
ہے یہ خاصوں کا طریقہ والسلام

ماننا امر و نواہی خدا
علّتِ غائی خلق دوسرا

شیخ محی الدین بن عربی امام
کہتے ہیں وہ الحکم ہیں یہ کلام

اے خدائی پاک ای رب مجیب
میں بھی اُن لوگوں سے ہو جاؤں قریب

بنکے خود شرع محمد کا جو صید
کرتے ہیں اوروں کو لاکر اسمیں قید

ہو انھیں لوگوں میں محشر بھی مرا
تو نے اُمّت میں جب اسکی کر دیا

ہو نہ قول شیخ اکبر سے تو دور گر تجھے ہے بے نماز اتنا شعور
اتباع شرع سب پر فرض ہے اسکا ہے قرآن شاہد نیک پے
شرع سے منکر ہوا جو ایکدم وہ ہے شیطان لعین اور بدشیم
وہم بد کو اپنے جو مانے خدا وہ ہے مردود دو عالم برملا
جھوٹ سچ کو ایک جانے جو بشر بدترین خلق ہے وہ بدسیر
اُن بنادے حلت و حرمت کو جو مشرک و ملحد ہے وہ ناپاک خو
ہے جو نعمت داد خلاق درب قدردان اسکا ہے جو ہے حق طلب
فیض روحانی عجب پاتا ہے وہ بہرہ ور رحمت سے ہوجاتا ہے وہ
جو کوئی انعام کو حق کے نہ لے دور ہے مولا کی وہ توفیق سے
بے نماز اپنے کو گر سمجھیگا پاک اوسکے وہم بد پہ ہے دنیا کی خاک
جب نہ ہو اپنے سے حکم حق ادا صاف بنجاتا ہے صوفی پارسا
لعنت ایسے پیرجی پر بالدوام برخلاف شرع کا دوزخ مقام
راز ہوتا باطنی گر دوسرا حکم اُسکا ہمپہ کردیتا خدا
باطنی تعلیم کرتے پھر رسولؐ ظاہری احکام کو کہتے فضول
حکم ہے اللہ کا روشن تمام اور روشن ہیں ہر اک مرسل کے کام
چھوڑ کر روشن عبادت سربسر بے نمازی کیون بنے کوئی بشر
شرع پر دار و مدار انبیا انکے پیرو اولیا و اتقیا
حکم شرعی پر عمل جسکا نہین ہے وہ مردود دو عالم بالیقین
مصطفےٰ کرتے نہ حق سے یہ دعا اُمت سابق کے مانند اے خدا
میری اُمت پر بلا ایسی نہ ہو مسخ صورت اس جگہ انکی نہو
ورنہ یہ مکار صوفی جہان ریچھ بندر آج بنتے بیگمان

ہوتا یا انپر مسلط وہ عذاب — ہو زمین مین صاف دھنس جاتی شتاب

کیون زمین انکو نہ کھا جاتی بھلا — بے نمازی ہین یہ مردودِ خدا

حکم قرآن کا نہین ہرگز نہان — حکم پیغمبر بھی ہے سب پر عیان

کلمۂ و صوم و صلوٰۃ و حج زکوٰۃ — پانچ رکنون مین ہے روحانی نجات

ہے اسمین حضرتِ حق کا ظہور — ہے اسمین مصطفےٰ کا خاص نور

جو چلے راہِ شریعت چھوڑ کر — وہ بڑا زندیق و ملحد ہے بشر

زاہدِ خشک اور صوفی باریا — پیرزادے بے عمل نا آشنا

احمقی دیکھو کہ ایسے بوالفضول — چھوڑ کر حکمِ خدا حکمِ رسول

وہم باطل کو سمجھکر اپنے راز — ہوتے ہین گمراہ بے راز و نیاز

چھوڑ کر احکامِ شرعی بامذاق — مضحکہ انگیز باتون مین ہین طاق

جس بنا کی کچھ بھی اصلیت نہین — زعم ایسی باتون پر باصد یقین

اور بہکا کر عوام الناس کو — روکتے ہین شرع سے وہ کذب گو

روٹیون کے واسطے یہ بدنہاد — جال پھیلاتے ہین کہکر پیرزاد

جانتے اتنا نہین یہ بدخصال — دشمنی دلبر سے امیدِ وصال

ہے شریعت ہی تو اصل جزو کل — ہے طریقت شاخ و برگ و بار و گل

ہے حقیقت صورتِ نخل و ثمر — معرفت گلزارِ قدرت سربسر

اور شریعت نردبانِ عشق ہے — بے شریعت ہیچ سب اے نیک پے

ہے شریعت آیۂ حبل المتین — بے شریعت دل نہین سکتا یقین

دردِ دل صدق و یقین قوتِ حلال — ڈھونڈئیے یہ سب جو حاصل ہو کمال

مجکو رکھ یارب شریعت پر مدام — دور دل سے وسوسے کردے تمام

جس عقیدہ کی نہین کچھ بھی بنا — دور رکھ اس سے مجھے صبح و مسا

مجکو دکھلا دے صراط المستقیم ۔ شافی مطلق ہے تو میں ہوں سقیم
اے مدد فرما مرے پیرونکے پیر ۔ اے مرے روشن ضمیر و دستگیر
دیکھتے ہی دیکھتے تو نے یہان ۔ ہمکو دکھلائی عجائب داستان
اک شئے معدوم تھی جسکی نہ اصل ۔ کرکے اک تو نے کیا ہے فصل و وصل
پھوڑ کر دریا کے تو سارے حباب ۔ کر دکھاتا ہے مصفا نقش آب
توڑ کر انسان کے جسمانی وجود ۔ جان کو دیتا ہے نورانی وجود
جسم فانی کی صفت ہے نیستی ۔ جان عالم ہے بقائے سرمدی
جسم اجسام خلائق ہے کثیف ۔ روح انسانی بقاگیر و لطیف
کھیل تیرے آگے اعجاز مسیح ۔ اک تماشا لفظ قم ناز مسیح
چوب تیرے آگے موسیٰ کا عصا ۔ سنگ تیرے آگے لعل بے بہا
خاک کو نسبت نہیں افلاک سے ۔ ہے عیان سب کچھ یہ مشت خاک سے
سرور ملک جہان ہے مشت خاک ۔ افسر کون و مکان ہے مشت خاک
مصطفےٰ آئینۂ حکمت طراز ۔ مصطفےٰ گنجینۂ انوار راز
مصطفےٰ اسرار عالم لا کلام ۔ مصطفےٰ آثار خلاق انام
رونمائے ذات حق حضرت کی ذات ۔ مظہر آیات حق حضرت کی ذات
عکس گیر مہر ہے بدر منیر ۔ ذات حضرت عکس پاک بے نظیر
ماہ کامل لیکے عکس آفتاب ۔ دیتا ہے عالم کو پرتو بیحساب
عکس ذات پاک حضرت ہو بہو ۔ عکس حضرت ہے درخشان چارسو
ہے وہی پرتو محیط کائنات ۔ اور وہی دونون جہانکی ہے حیات

قطع کر اسباب کو شاکر تو زود
بھیج پیغمبر پہ صلواۃ و درود

خاتمۂ کتاب ہٰذا

شکر اللہ یہ کتاب مستطاب
شکر تیرا اے خداوند لطیف
لطف سے اپنے اسے مقبول کر
ایخدا مجھپر کرم مبذول ہو
ہون غریق بحر عصیان ای کریم
بخش مجکو اور مرے احباب کو
بخشنے والا ہے تو اے مہربان
جو پڑھے اس داستان کو شوق سے
دور رکھ اس سے الٰہی چشم بد
یہ سخنور سے ہے میرا التماس
غوطہ زن بحر سخن مین جب ہوا
گو مجازی کا ہے جلوہ آشکار
فکر کو مین نے کیا وقف خیال
رکھدیا اہل جہان کے سامنے

لائی رنگت ختم کی با آب تاب
ہوگئی تیار تالیف سنیف
تا ہو مقبول خلائق سربسر
مثنوی کمترین مقبول ہو
کشتی رحمت عطا کر مستقیم
باپ مان کو خویش کو اصحاب کو
چھوڑ کر ہم تجکو جائینگے کہان
مست کر اوسکو شراب ذوق سے
دشمن ارباب حکمت ہے حسد
پیش ہے جو کچھ کہ ہے میرا قیاس
تب ہاکین یہ گوہر معنے بلا
ہے حقیقت کا مگر آئینہ دار
جب بنا گلدستہ رنگین بیمثال
راز پنہان راز دان کے سامنے

تحفہ حاضر ہے تکلف برطرف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

قطعات تاریخ طبع مثنوی ہٰذا

نتیجہ فکر کلام بلاغت نظام شاعر عالی خیال سخنور شیرین مقال فخر شعرائے

نامی استاذ الاساتذہ نظام الشعرا حضرت مولانا حکیم مرزا امیر الدین احمد صاحب نظامی جبلپوری مدظلہ السامی نتیجۂ طبع

خوشا اے شاعرِ شیرین مقال
نظم مین قصہ یہ کیا اچھا لکھا
ہے کہین مضمون کی جدت آشکار
ہے کسی جا لطف بندش کا نیا
کھینچی وہ تصویر حُسن و عشق کی
دیکھ کر مانی جسے حیران ہوا
نظم ایسی قصہ ایسا دلگداز
کیون نہو مطبوعِ عالم یہ بھلا
سال کا مصرع نظامی یون لکھو
قصۂ سُندر رتن دلکش چھپا

نتیجۂ فکر ماہر نکات شاعری واقف رموزِ سخنوری نکتہ سنج لائق و فائق جناب حکیم سید محمد صادق صاحب ناطق معروف بہ منشی ناطق اڈیٹر رسالہ معلومات الوارث لکھنوی

شاعرِ معجز بیان جادو رقم
شاعری جنکی ہے گھٹی مین پڑی
خاص لہجے کی جو کچھ بُو باس ہے
وہ ہے تاثیرِ زبانِ مادری
داد خوش گوئی کی ملتی ہے اونھین
شاعرانِ ہند کے جلسون مین بھی
سوجھتے ہین انکو مضمونِ بلند
نظم سے دلبستگی ہے قدرتی
معرکون مین جبکہ پڑھتے ہین غزل
تکتے ہین مُنہ لکھنوی و دہلوی
کامل اک دیوان انکا چھپ گیا
اور شائع ہو چکی اک مثنوی
حال مین چندر بدن مہیار کے
مثنوی فی الحال لکھی دوسری
نظم ہے سندر رتن کا واقعہ
ہین مُقِر جسکی صداقت کے سبھی
نظم سارا واقعہ جب ہو چکا
مجھ سے فرمایش ہوئی تاریخ کی
لطف تو یہ ہے گذرتا ہے خلاف
مجھ سے جو تاریخ کا ہو ملتجی
مجکو دلچسپی ہو کیا تاریخ سے
جانچنا پڑتا ہے سب کھاتہ بہی
کون جوڑے آدھی آدھی کا حساب
ہم نہ بنئے ہین نہ ہم ہین سیٹھ جی

ہمکو قدرت نے کیا ہے نکتہ سنج — کچھ مہاجن کے نہین ہم خدمتی

تھا مگر با اینہمہ مجبور مین — کب یہ ممکن تھا کہ ملتی مخلصی

ہوگیا تاریخ کا لکھنا ضرور — گو کہ مانع تھی عدیم الفرصتی

حکم شاکر واجب التعمیل تھا — گو نہ تھا ناطق کا فرض منصبی

سال ختم نظم آخر لکھدیا — نادر و دلچسپ و دلکش مثنوی

نتیجۂ فکر فخر شعرائے ماضی و حال سرآمد سخنوران باکمال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی دام فیضہ

مثنوی ہے یہ دلکش و دلچسپ — ہے ہر اک شعر مثنوی کا خوب

اسمین سب حسن و عشق کا ہے بیان — واہ یہ نظم ہے سراپا خوب

نام ہے ماہیار عاشق کا — اسم عاشق بھی رکھ دیا کیا خوب

اور چندربدن ہے معشوقہ — نلگیا یہ بھی اسم زیبا خوب

مثنوی کا ہے سال طبع جلال — مثنوی ایک چھپ گئی کیا خوب

نتیجۂ فکر گہربار سخنور نامدار نکتہ سنج یکتا المخاطب بہ بلبل الشعرا ملکزہی جناب فقیر محمد صاحب تیغ زاد لطفہ رئیس بمبئی

دوست میرے عبد قادر نامور — ہمصفیر بلبل گلزار عشق

صاحب دیوان ہے وہ عالی وقار — ہر غزل جسکی ہے دل افگار عشق

مثنوی اک نالۂ شاکر ہے نام — معرفت مین خوب کی گفتار عشق

دو کتابین اور بھی ہین یادگار — منتخب ہین جنمین سب اشعار عشق

پانچوین چھاپی گئی یہ مثنوی — جسکا اک اک لفظ ہے معیار عشق

خاص کر اقوال حسن و عشق سے — مثنوی مین کردیا اظہار عشق

اے موسے چل کیا تو دیوانہ ہوا — جابجا یہ مصرع تکرار عشق

عیسوی سال و سنِ ہجری بہم
کر رقم اے تیغ واقف کارِ عشق

کیا دل افزا مثنوی شاکر کی ہے
گنجِ عقل و مخزنِ اسرارِ عشق

نتیجۂ فکر عالی شیخ المشائخ عاشق محبوب سبحانی حضرت زمرد شاہ بابانی معتکف شیخ مصری و ماہم ممبئی

عبد قادر نے لکھی نادر کتاب
خوب ہے گلزارِ شاکر اسکا نام

قصۂ چندر بدن مہیار مین
معنوی کا ہے سراپا انتظام

سحر کو اعجاز کر دکھلا دیا
اور تہ گیسو و عارض صبح و شام

بیت ہر اک بیت رب البیت ہے
شاہدِ معنیٰ کا حجلہ مین قیام

لطف وحدت شعر کے کثرت مین ہے
یہ مزہ لیتے ہین پڑھکر خاص و عام

فکر تھی تاریخ کی مجکو بہت
ہاتف غیبی کا یہ پہنچا پیام

قادری لکھ مصرع تاریخ یون
واقعات و قعی ہین یہ تمام

نتیجۂ فکر شاعر شیوا بیان سخنور فصیح اللسان واقف حقایق جزو کل جناب حاجی سید جمل حسین صاحب تجمل جالبپوری مقیم ممبئی

مرحبا اے شاکر نازک خیال
جند ا اے شاکرِ معجز نشان

آپنے پایا ہے وہ ذہن رسا
آپنے پائی ہے وہ طبع روان

مانتے ہین آپکو خوش فکر ہم
جانتے ہین شاعرِ جادو بیان

خوو زباندان آپ ہین نام خدا
اور پھر اہل زبان کے قدر دان

ہے غنیمت آپکا دم خلق مین
پائینگے پھر آپ سا ناظم کہان

مثنوی چندر بدن مہیار کی
آپنے لکھی وہ مقبولِ جہان

بھر دیا ایسا مزہ ہر شعر مین
لطفِ بندش لیتے ہین اہل زبان

ڈھا رہا ہے وہ غضب انداز نظم
شوخیان لیتی ہین دلمین چٹکیان

اسمین ہے سُندر بدن کا وقصہ — یادگار خاندان راجگان
ہے یہ افسانہ نہایت دلفریب — کیون نہ پڑھکر شادمان ہون قصہ خوان
اے تجمل تم کہو تاریخ طبع — صاف حُسن و عشق کی ہے داستان

نتیجۂ فکر کامل و خوشتر جناب مُلا حسین صاحب قیصر اڈیٹر البدر بمبئی

خوب شاکر نے مثنوی لکھی — جو حقیقت تھی واقعی لکھی
سرکشی لکھی ہے حسینون کی — عشقبازونکی عاجزی لکھی
دلبرون کی رقم ہے مغروری — عاشقون کی فروتنی لکھی
مثنوی چھپ گئی ہے اک پہلے — خیر ہے اب یہ دوسری لکھی
کہی قیصر نے برمحل تاریخ — مثنوی یہ بھی خوب ہی لکھی

نتیجۂ طبع عالیجاہ جناب خطیب قادر بادشاہ صاحب بادشاہ دام مجدہ متوطن وانمباڑی

رقم زد کنون شاکر خوش بیان — چہ منظور اہل نظر مثنوی
برآمد ز دریائے طبعش روان — درخشندہ مثل گہر مثنوی
ز حالات چندر بدن ماہیار — شدہ دلکش و پُراثر مثنوی
سن طبع او از لب آفرین — بگو بادشہ عمدہ تر مثنوی

نتیجۂ فکر عجیب و غریب جناب خطیب عبدالرحمن صاحب خطیب زاد لطفہ متوطن وانمباڑی

مثنوی لکھی ہے شاکر نے عجیب — اسمین ہے سب ذکر عشق پُرفتوح
یہ ندا آئی دم فکر اے خطیب — سال لکھدے۔ مثنوی قوت روح

نتیجۂ فکر جہان اُستاد حضرت مولانا محمد عبدالرحمن صاحب شاذ زاد اللہ فضائلکم متوطن وانمباڑی

حضرت شاکر شفیق مہربان — نکتہ فہم و شاعر معجز بیان
ہے فصاحت جنکے گھر کی اک کنیز — یوسف مصر سخن ہر دلعزیز
داستان چندر بدن مہیار کی — چاہئے تھی جسطرح لکھنی لکھی

یہ وہ افسانہ ہے حسن و عشق کا　　اک صنم خانہ ہے حسن و عشق کا

ہے نیاز عشق اور انداز حسن　　دیدنی ہے سوز عشق و ساز حسن

ایکدا مقبول خاص و عام ہو　　قاف سے تا قاف اسکا نام ہو

شاد لکھدو سال یہ بے قال و قیل　　مثنوی حسن و عشق بے عدیل

نتیجہ فکر عالی و برتر جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر لکھنوی دام کرمہ

اے زہے نظم دل افگار و خوشا طرز سخن　　جسکی اک اک بیت مقبول زمانہ ہو گئی

کیا ہی پر تاثیر لکھی مثنوی حسن و عشق　　ہے کہیں تصویر چندر کی کہیں مہیار کی

خندہ معشوق کی حالت کسی جا پر تبسم　　اور کہیں پر عاشق مغموم کی نازک دلی

دیکھنے والے کہیں پر روتے ہیں بے اختیار　　اور کہیں بیساختہ آجاتی ہے منھ پر ہنسی

لکھ دیا محشر نے سال عیسوی با فرط شوق　　فکر نو ہے شاکر شیوا بیان کی مثنوی

نتیجہ فکر عالی شاعر نامور جناب محمد افتخار علی صاحب جگر مقیم منئی دام کرمہ
شاگرد حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ

جو لکھی ہے شاکر نے یہ نظم دلکش　　بڑی جانفشانی بڑی فکر کی ہے

جگر تم بھی لکھ دو یہ سال اشاعت　　عجب ہے طلاقت عجب مثنوی ہے

نتیجہ فکر کامل و پر انوار جناب منشی فدا علی صاحب آسرار لکھنوی دام لطفہ
شاگرد جناب سیرو جناب جگر صاحب

لکھا فسانہ جو شاکر نے اسکا کیا کہنا　　غریب نظم ہے مضمون نفیس و نادر ہے

عجیب رنگ کے مضمون ہیں اسمیں اے اسرار　　لکھو بدیع زبان مثنوی شاکر ہے

نتیجہ فکر خوش بنیاد جناب ٹیپا پوری محمد عبد الغفور صاحب شاد متوطن بیاریم پیٹ دام مجدہ

زہے فکر رسا و طبع عالی　　کہانی کیا لکھی شاکر نے دلچسپ

لکھا ہے واقعہ سندر رتن کا　　پتہ کی بات کی شاکر نے دلچسپ

ہے قصہ کے مطابق فائدہ بھی
یہ کھولے بھید بھی شاکر نے دلچسپ

ہے ہر اک شعر میں مضمون دلکش
نزاکت ہے بھری شاکر نے دلچسپ

لکھی یہ شاد نے خوش ہو کے تاریخ
لکھی ہے مثنوی شاکر نے دلچسپ

نتیجۂ فکر خوش گفتار جناب ماسا محمد عبد الرحمن صاحب بہار متوطن وانمباڑی مالک گلدستہ مشاعرہ وانمباڑی

تعالی اللہ لکھی مثنوی خوب
جو ہیں نامی محمد عبد قادر

کھلا یا ہے گل نظم فصاحت
ہر اک مضمون رنگین قصہ نادر

کہیں چندر بدن کا حسن پیدا
کہیں مہیار کے حالات ظاہر

کہیں رنگ حقیقت کی نشانی
کہیں عشق مجازی کے نظائر

بہار آئی ندا یہ مرغ دل سے
رہے سرسبز اب گلزار شاکر

نتیجۂ فکر بہتر و بہتر جناب ماسا حاجی محمد عبد الرحیم صاحب ظاہر متوطن وانمباڑی دام اقبالہ

شکر للہ چھپ گئی اچھی کتاب
بات ہر اک دیکھ کر پہلو لکھی

نکتہ نکتہ خال روئے مہوشان
لفظ لفظ اک حجت جادو لکھی

مصرع مصرع ہے قد موزون یار
بیت بیت اک صورت ابرو لکھی

قصہ قصہ میں نہان اسرار عشق
فائدہ میں خوب فر ہو لکھی

دل نے ظاہر سے کہا لکھدے یہ سال
مثنوی شاکر نے کیا دلجو لکھی

نتیجۂ فکر عالی سخنور جناب ملیالم محمد عبد الرحیم صاحب آہر متوطن وانمباڑی دام کرمہ

عاشق و معشوق کا قصہ یہ دل آویز ہے
داستان ہے یہ نئی چندر بدن مہیار کی

دید کے قابل ہیں یہ ناز و نیاز حسن عشق
دلبری و دلدہی چندر بدن مہیار کی

گو بظاہر ہے فسانہ عاشق و معشوق کا
مثنوی ہے معنوی چندر بدن مہیار کی

ہے نہان عشق مجازی میں حقیقت جلوہ گر
ہے صفت نادر یہی چندر بدن مہیار کی

مصرع تاریخ ماہر سے یہ ہاتف نے کہا
محترم ہے مثنوی چندر بدن مہیار کی

۱۳ ھ ۲۶

نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب سید سلطان میان صاحب سلطانؔ نگری مقیم بمبئی

واہ کیا مثنوی ہے شاکر کی — واہ کیا طرز واہ کیا ہے رنگ
حال سُندر بدن کا ہے مرقوم — مین ہوں بے مثل کہہ رہا ہے رنگ
گو پُرانا ہے واقعہ لیکن — نظم دلچسپ مین نیا ہے رنگ
کہہ دو سلطان مصرع تاریخ — مثنوی کا ہرا بھرا ہے رنگ

نتیجۂ فکر عالی عالیجناب حجی محمد عبد الصمد صاحب لبیکؔ برادر بزرگ مصنف کتاب ہٰذا عم فیوضہ

مرے بھائی نے یہ لکھی ہے کتاب — عجب مثنوی ہے عجب قیل و قال
عجائب غرائب ہے یہ داستان — تصوف مین ہے سب بوجہ کمال
ہے ہر نقطہ مین نکتۂ معرفت — ہے ہر لفظ مین پرتو ذو الجلال
ہر اک قصہ مین ہین عجب واقعات — ہر اک فائدہ ہے وقوعہ یہ دال
کہا دل نے لبیک نے سال یون — یہ دلسوز ہے مثنوی بے مثال

نتیجۂ فکر شاعر فصاحت التیام بلاغت نظام سخنور معنی پرور ضیا گستر جناب مولوی نور محمد صاحب انورؔ مدرس مدرسہ ہاشمیہ واقع مسجد زکریا بمبئی تلمیذ فخر شاعران بلند خیال سخنوران شیرین مقال وحید العصر فرید الدہر حضرت مولانا حکیم میرزا ظہیر الدین احمد صاحب خستہ نظامی جبلپوری حال مقیم بمبئی

حبذا اے شاکر شیرین زبان — مرحبا اے شاکرِ شیرین مقال
قصۂ ماضی زبان حال مین — آپنے لکھ کر دکھایا ہے کمال
واہ یہ پاکیزہ یہ شُستہ زبان — واہ یہ طرزِ سخن یہ بول چال
آپ ہین اک شاعرِ جادو رقم — آپ مین اک شاعرِ نازک خیال
ہوگئی تیار چھپ کر مثنوی — شاہدِ معنی نے دکھلایا جمال
نقطہ نقطہ مین ہین کیا نکتے بھرے — نکتہ نکتہ مین ہین کیا سربستہ حال

فائدہ وہ فائدہ جو ہے مفید
لفظ پھول اور بو ہے معنی لطیف
ہے بجا گلزار شاکر اسکا نام
دیکھکر اہل نظر کہتے ہین یہہ
مصرع تاریخ اے انور کہو

قصہ وہ قصہ جو ہے صدق اشتمال
رنگ مضمون کی رنگینی پہ دال
پڑھنے والے کیون نہو جائین نہال
واقعی کہئے اسے سحر حلال
مثنوی واللہ لکھی بے مثال

ایضاً

چھپ گئی یہ مثنوی دلفریب
دل پکڑ لین پڑھنے والے تو بہی
فائدہ مین فائدہ کی بات ہے
یہ فصاحت یہ بلاغت یہ کلام
عیسوی تاریخ انور نے کہی

آئین دیکھین غور سے اہل نظر
لفظ لفظ اسکا وہ رکھتا ہے اثر
او رقصہ مین ہے قصہ خوبتر
رہگئے حیران سخنور دیکھکر
مثنوی شاکر روشن گہر

نتیجۂ فکر شاعر بلیغ اللسان و فصیح البیان جناب حکیم غلام علی صاحب قادری بلیغ مالک و ایڈیٹر اردو پنچ و اردو پریس بمبئی

واقعہ سند رہٹن کا تھا جو تاریخی اوسے
فقرہ فقرہ جسکا لذت بخش اہل درد ہے
جسکو سنکر اہل دل روتے ہین واڑھین مارکر
مستحق تعریف کا تحسین کا ہے اسلئے
کی رقم یہ مثنوی اہل زبان کے طرز پر
صاحب جوہر جناب تیغ کے ارشاد سے
مصرع برجستہ یہ فی الفور موزون ہوگیا

نظم کرکے دی ہے شاکر نے وہ داد شاعری
ہین عیان نیرنگیان جس سے کہ حسن و عشق کی
داستان چندر بدن مہیار کی ایسی لکھی
شاکر شیرین سخن شیدائے فن شاعری
غیر ہے اردو سے گو اوسکی زبان مادری
فکر کی مینے بلیغ زار جو تاریخ کی
بے بہا و بے بدل شاکر نے لکھی مثنوی

فصلی

مثنوی ایسی کہی شاکر نے یہہ
عشق کی چندر بدن مہیار کے
کیون نہو مطبوع طبع اہل درد

جسکا دلکش ہے بہت حسن بیان
ہین رقم دلسوز جو نیرنگیان
کیون نہو عشاق کے ورد زبان

واقعہ اسمین ہے حسن و عشق کا
لیتے ہین الفاظ دلمین چٹکیان

تو بھی لکھ دے سال فصلی اے بلیغ
مثنوی شاعر نازک بیان

جناب شاکر معجز رقم کی طبع موزون نے
سخن سنجون سے دلوایا انھین تمغہ شرافت کا

طبیعت تمنے اے شاکر عجب پائی ہے قدرت سے
زمانہ ہو گیا قائل تمھارے ذہن جودت کا

زباندانی سخن فہمی مین ایسی مشق پیدا کی
کہ جھوٹے دعویدارونکو کیا قائل فصاحت کا

عجب اک دہلوی شاعر سے تمنے معرکہ جیتا
کہ ڈنکا بجگیا پنجاب بھر مین جسکی شہرت کا

اونھین نیچا دکھایا معرکو نہین بارہا تمنے
جنھین دعوی زبانکا زعم تھا اپنی لیاقت کا

بھلا ایسی مہارت سے لیاقت اس طبیعت پر
تمھین ہم مستحق سمجھین نہ کیون تعریف و مدحت کا

یہ ساری نغمہ سنجی اکتساب فن کا ثمرہ ہے
بہانہ ہم نہین کرتے تقاضائے محبت کا

جو سچی بات ہوتی ہے اسے دل مان لیتا ہے
بناوٹ مین اثر پیدا نہین ہوتا صداقت کا

تمھاری مدح سنجی مین کچھ ایسے ہم بہک نکلے
رہا جاتا تھا سارا تذکرہ اصل حقیقت کا

غرض یہ ہے کہ شاکر نے کہی ہے مثنوی تازہ
کہ جسمین تذکرہ ہے عشق و حسن و عجز و نخوت کا

بلیغ خوش بیان ہمت مین سال طبع یون لکھ دو
لکھا دلسوز شاکر نے کرشمہ حسن و الفت کا

۱۹ ہمت ۶۲

قصیدہ در نعت جناب ختمی مآب علیہ الوف تحیات الی یوم الحساب

عشق وہ شعلہ ہے اے دل کہ جو بھڑکے اکبار
غیر دلدار بنا دیتا ہے سبکو فی النار

تیغ لا کھینچکے جب رستم عشق آجائے
سر تہ سنگ عدم آپ چھپا لین اغیار

عشق وہ بحر بلا ہے کہ عیاذاً باللہ
جسکا ساحل نظر آتا ہے کسیکو نہ کنار

عشق وہ فتنہ ہے اے دل کہ جو چونکے ناگاہ
سارے مردے ہون ابھی خواب عدم سے بیدار

کہتے ہین گو سخن آرائی کو سارے شعرا
گل فردوس ہے رخ زلف ہے مشک تاتار

ہے حقیقت مین وہی عشق کی نیرنگی
وہ تجلی ہے جمالی یہ جلالی آثار

ہے بجا عشق کو کہیے اگر اکسیر وجود
خاک کو پاک بنا دیتے ہین اسکے انوار

عشق ہے باعث ایجاد دو عالم یعنے
خود ہے لولاک لما حقکی زبانسے اقرار

یعنی محبوبِ الٰہی جو نہ پیدا ہوتا — دارِ دنیا مین نہ ہوتا کوئی پیدا زنہار

اُس شہنشاہِ دو عالم کا نہ ہوتا جو وجود — خالقیت کی صفت کا بھی نہوتا اظہار

لب پہ آئی مرے محبوب خدا کی تعریف — سننے والے پڑھین سب صلِ علیٰ بالتکرار

مرحبا اے شہ و سرخیلِ رسل رحمتِ حق — ساری سرکارون سے بڑھکر ہے تمھاری سرکار

حق نے فرمانِ رسالت جو کیا تمکو عطا — اوسپہ تھی مہرِ نبوت بھی بلاشک درکار

واہ وا صلِ علیٰ مہر کا تھا نقشِ نگین — نامِ نامی ترا اے خیلِ رُسل کے سردار

آپ یون جامعِ اسرارِ ربوبیت ہین — ایک ہو اصل عدد جیسے بہنگامِ شمار

مستفیض آپکے انوار سے یون سارے نبی — نورِ خورشید سے جسطرح نجومِ سیّار

گو ہے صورت مین بشر وہ شہِ ملکِ معنیٰ — پر حقیقت مین مجسم ہین خدائی اسرار

دعوتِ عام سے کہلائے رسول الثقلین — پہونچین اس رتبہ کو کب موسیٰ و عیسیٰ زنہار

رقصِ طاؤس بصحرا چہ تماشا دارد — حسن کے واسطے شہرت ہے ضروری درکار

آپکا خلق ہے وہ صلِ علیٰ خلقِ عظیم — جسپہ قرآن نے کئے گوہرِ تعریف نثار

مُردہ زندہ تو کئے حضرتِ عیسیٰ نے مگر — زندہ ارواح کو کرنا تھا انھین بھی دشوار

حق ادا آپنے اس معجزہ کا خوب کیا — کہ مسلمان بنا ڈالے ہزارون کفار

شبِ معراج بھی کیا سَیر ہے اللہ اللہ — کہ ملک بول اوٹھے آگئے ہین ہمکو بھی بار

رجعتِ شمس بھی تھی یا معجزۂ شقِ قمر — ہر طرف نورِ ہدایت کا تھا منظور اظہار

سنگ ریزون نے کہا صلِ علیٰ صلِ علیٰ — آپکے ہاتھ مین یہ معجزہ دیکھا کئی بار

سر کے بل گر پڑے بت کعبہ کے سب مسجود — وعظِ توحید کہا آپنے جسوقت پکار

دربدر ٹھوکرین کھاتی تھی پڑے شرکین سب — راہِ توحید ہوئی آپکے ہاتھون ہموار

آپکی ذات پہ کی ختم رسالت حق نے — جو کسی سے نہوا تھا وہ کیا آپنے کار

یہ رہِ نعت ہے شاکر رہِ حیرت خیزی — خامہ انگشت بدندان ہے کبتک ناچار

عرض کر اپنے لئے کچھ کہ یہ ہے موقع نایاب ہاتھ اس موقع کا آنا ہے نہایت دشوار
یا خدا بخش مجھے اپنے پیمبر کے طفیل مین اگر بندۂ عاصی ہون تو تو ہے غفار

نفس شیطان کے پھندے سے چھڑا دے مجکو
رحم کر مجھپہ کہ ہون خستہ دل و سینہ فگار

شہنشہے کہ شہان سر نہادہ بر درِ او ہر آنکہ خاکِ درش نیست خاک بر سرِ او
شہِ سریرِ رسالت محمدِ عربی کہ جبرئیلِ امین شد کمینہ چاکرِ او
شہنشہے کہ بجنگِ حنین و بدر ز چرخ رسید فوج ملائک بحفظِ لشکرِ او
کجا حبیبِ خدا احمد و کجا عیسیٰ کجا براقِ سبک سیرِ او کجا خرِ او
ز شمع وادیٔ ایمن حکایتے تا چند خدائی را سخنے گو ز روئے انورِ او
اگر ز پیش نظر غائب ست غائب نیست کہ پیش دیدۂ دل حاضر ست پیکرِ او
ز بزمِ خلد ز جامِ طہور محروم ست کسیکہ جرعہ نخورد از شرابِ ساغرِ او
چرا نہ فتح و ظفر آیدش باستقبال بہ لشکریکہ چو تو شاہ باشد افسرِ او
مرا ز سلطنتِ ہفت کشور اے شاکر ہزار مرتبہ خوشتر گدائی درِ او

جواب نامہ

میرے بھولے بھالے دوست سلامت۔ آپکے ارشاد کی تعمیل کرکے فارسی غزل بھیجتا ہون آپنے یہ کیا فرمادیا کہ اردو شعر کہنا نہایت آسان اور فارسی مشکل ہے۔ بندہ پرور شعر اگر شعر ہے تو ہر زبان مین مشکل ہے ع ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجا است ٭ جلیل شعر کا فن عمر بھر نہین آتا ٭ ابھی سے کیا کرین دعوائے شاعری تسلیم ٭ یہ کام وہ ہے کہ جو عمر بھر نہین آتا ٭ سخن کا جاننا آسان نہین اک امرِ مشکل ہے ٭ ظفر مدت مین ہمکو کچھ سخندانی کا ڈھب آیا ٭ یوہین کوئی اگر آسان بھی ہو تو کوئی کمال کی بات نہین بلکہ خود زباندانی کوئی کمالیت نہین ہر ملک کے باشندے جاہل سے جاہل اپنے ملک کی زبان

فصیح بولا کرتے ہین مگر انکی فصاحت انکے لئے مایۂ فخر نہین ہوتی البتہ غیر ملک کی زبان مین کمال پیدا کرلینا ایک اور بات ہے سو وہ پوری طور پر تو ممکن نہین ہے ؎ حریف بلبل خوش لہجہ ہو نہین سکتا ٭ اگرچہ باغ مین کوّا رہے ہزار برس ٭

بسم اللہ کے گنبد سے باہر نکلکر حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ خان آرزو جو اپنے وقت مین دہلی کے فارسی گویون مین مشہور اُستاد مانا جاتا تھا وہ ایک ایرانی سوداگر کے سامنے (جو محض جاہل مگر اہل زبان تھا) دَم بخود ہوگیا مشہور ہے کہ خان آرزو نے ایک ایرانی سوداگر کے سامنے اپنا شعر سُناکر داد چاہی شعر یہ تھا ؎ سیہ چوری بدست آن نگارے نازنین دیدم ٭ بشاخ صندلین پیچیدہ مارے عنبرین دیدم ٭ سوداگر محض ناخواندہ تھا مگر تھا زبان دان کہنے لگا خوب گفتی اما خیلے طول گفتی اور پھر خود اصلاح دی ؎ سیہ چوری بدست آن نگارے ٭ بشاخ صندلین پیچیدہ مارے ٭ اور دوسرا قصہ اُس خان آرزو کا یہ ہی کہ اسنے رات کو جب بارش اور اولے اور سردی کی شدت تھی ایک مطلع کہا ؎ تُند و پرشور و سیہ مست زکہسار آمد ٭ میکشان مُژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد ٭ اور رات ہی کو اسی حالت مین مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہونچے اور شعر سُنایا اور نہ مانتی داد لی کچھ عرصہ بعد ایک ایرانی اَن پڑھ سوداگر مل گیا اوسکے سامنے آپ اسی مطلع کو پڑھکر داد کے طالب ہوئے جب پہلا مصرع پڑھا کہ ع تند و پرشور و سیہ مست زکہسار آمد سوداگر بے تامل بول پڑا کہ سید انم در مصرع ثانی چہ خواہی گفت خان خشک مُنھ سے کہنے لگے چہ خواہم گفت کہا کہ خواہی گفت کہ خرس آمد خان نے شرمناک تبسم کے ساتھ دوسرا مصرع سُنایا ع میکشان مُژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد - سوداگر نے اسکو بہت پسند کیا بہت داد دی اور کہا کہ پہلا مصرع اگر بدل دیتے تو خوب تھا اور ایک مصرع بتایا کہ یہی ہے دوسر ؎ قطرہ افشان بسوئے شہر زکہسار آمد ٭ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد ٭ مرزا غالب نے ہندوستانی فارسی گویونکی جیسی مٹی خراب کی ہے وہ شاید آپ کو معلوم نہین قتیل اور

نور العین واقف اور میر فطرت بلکہ مرزا بیدل اور ناصر علی سرہندی تک کو نہین چھوڑا صاحب برہان صاحب برہان قاطع
کے اغلاط بیان کیئے لوگون نے اسکا جواب لکھا مرزا کے شاگردون نے اسکے جواب الجواب لکھے خان
آرزو اور شیخ حزین کا ایک جھگڑا ہوا ہے اور مولانا امام بخش صہبائی نے اسکا فیصلہ لکھا ہے۔ الغرض
میں ان قصون کی تفصیل عرض کرون تو ایک دفتر ہو جائے فیضی اور عرفی کا مباحثہ جو اکبر شاہ کے
روبرو ہوا ہے وہ شاید آپنے سُنا ہو خلاصہ یہ کہ ہندوستانیونکا فارسی لکھنا ابتک تو کچھ
پھل پھول لایا نہین اور آئندہ بھی بارور ہونیکی آپ ہی جیسے بزرگوارون کو امید ہوگی
رہا یہ امر کہ آپ فرماتے ہین کہ اُردو شعر ہر کوئی کہہ سکتا ہے معلوم نہین یہ فقرہ آپنے
غور کے بعد لکھا ہے یا بلا غور و تامل قلم سے نکل گیا ہے بندہ پرور اُردو تو سب بانون سے
زیادہ مشکل ہے اور دیر حاصل ہے یہ نہین کھیل ہے داغ یارون سے کہدو کہ آتی ہے اُردو
زبان آتے آتے ہم آپ ملک مدراس کے رہنے والے ہین اردو دراصل ہماری ہی ملک سے
ایجاد ہوا اور ہم منہ ہی دیکھتے رہگئے اور اہل دہلی و لکھنؤ اسمین کمال پیدا کر گئے پھر اردو کے
اہل کمال ہین سے اختلاف زمانہ کے لحاظ سے کیسے کیسے مختلف المذہب ہوئے ہین ایک طبقہ کے
ایک محاورہ فصیح تھا دوسرے طبقہ والون نے اسکو مکروہ سمجھا ہے جیسا کہ کبھو اور کسو
تلک۔ تلک۔ کنے۔ یان۔ وان۔ مت۔ وغیرہ وغیرہ۔ تذکیر و تانیث کا مسئلہ ابتک طے نہین
ہوا اسپر خیالات کی چستی اور بندش کی درستی اور طرز و ادا کی سادگی کی طرف الگ نظر کی
گئی اور ہر مضمون کا اچھوتاپن اور تشبیہات کی جدت الگ مد نظر ہے ان سب باتون کا
آن واحد مین لحاظ رکھنا شاعری ہے خواہ کسی زبان مین ہو زبان سے یہ کہدینا بہت آسان
ہے کہ اُردو آسان ہے مگر کہتے ہوئے کلیجہ منہ کو آجاتا ہے ورنہ یون تو معترض کو بڑی گنجایش
ہے فارسی کہدیا تو معترض یون کہہ سکتا ہے کہ فارسی کیا چیز ہے فارسی تو ہندوستانیون
مین مدتون سے رائج ہے جب جانین ترکی مین شعر کہدو یا عربی مین لکھدو پھر عربی لکھی جاوے
تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ عرب عربا کی زبان ہے پھر قدیم و جدید محاورات کے لحاظ سے الگ اعتراض

ہو سکتا ہی۔ اب مین آپکی اس زمین کی نسبت عرض کرتا ہون کہ اس زمین مین مرزا غالب نے غزل
لکھی تھی اور بڑے بڑے اساتذہ کے سامنے پڑھی تھی جیسے مولوی امام بخش صہبائی اور مولوی
صدرالدین آزردہ اور نواب مصطفیٰ خانصاحب حسرتی اور عبدالرحمن خان احسان اور میر ممنون وغیرہ وغیرہ
مرزا غالب کا مطلع یہ تھا ؎ بوادئیکہ دران خضر را عصا خفت ست ۔ بسینہ می سپرم رہ
اگرچہ پا خفت ست ۔ امام بخش صہبائی کے اشارہ سے کسی نے اعتراض کیا کہ عصا خفتن محاورہ
نیست غالب نے فوراً کہا کہ ہان صاحب مین ہندی نژاد ہون میرا عصا تو آپنے جلدی سے
پکڑ لیا اور اُس شیرازی کا عصا نہ پکڑا گیا جو یون لکھتا ہے کہ ع ولے بجملہ اول عصائے
پیر بخفت ۔ یہ مصرع گلستان سعدی کا ہی الغرض مرزا غالب نے جواب دینے کو تو دیدیا مگر منصف
کی نظر مین اعتراض اوٹھا نہین کیونکہ وہ ظرافت کا موقع تھا محاورہ اور چیز ہے اب خدا
کیلئے آپ انصاف کیجئے کہ شفا خفت اور جوش طبعہا خفت اور صبا خفت اور مدعا خفت
اور دعا خفت اور تمانہ رجا خفت کہان کے محاورہ ہین بات پر بات کہدی اور آپکی
خوشی کیلئے غزل حاضر ہے اور خاکسار کو فارسی گوئی کا دعویٰ بھی نہین جو جوابکا ذمہ دار
ہو سکے اور کسیکی غزل پر غزل لکھنا آسان کام نہین کہین مضمون لڑجائے تو فوراً چوری کا
الزام آجاتا ہے اسواسطے قصداً نئے مضمون لانی پڑتے ہین اور چونکہ زمین مقید ہوتی ہی
تو ضرور ردیف و قافیہ کے الفاظ وہی رہتے ہین اور یہ مشکل کام ہی باایںہمہ اپنی کم استعدادی
و قلت بضاعت کا معترف ہو کر اقرار کرتا ہون کہ مین نہ ناظم ہون نہ ناثر نہ مقرر نہ فصیح گفتار
؎ ہوش گر بخطائے رسی طعنہ مزن ۔ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ۔ بڑے بڑے شعرا
عمرین شوق شعر مین غارت کر گئے پھر انکے دواوین دیکھو شعر گوئی کا صلہ فقط واہ وا
ہی وہ بھی آجکل ہو ہو رہی ہے بس اب طرحیہ غزل سنئے وھو ہذا
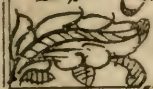
ہنوز چشم نہ واکردہ بخت ما خفت است	بخیر تیم کہ خود مردہ ست یا خفت است
وصول منزل مقصد دو گام بیش نبود	کہ پائے من بدر کاروان سرا خفت است

ندید صورت تعبیر خواب غفلت ما ٭ نسیم صبح وزیدست و چشم ما خفته است

نفس شکسته و کشتی تباه و ساحل دور ٭ ز دست و پا که سراپا دم شنا خفته است

شب سمور گذشت و شب تنور گذشت ٭ کسے به تخت کسے سر به بوریا خفته است

دلم به سایهٔ زلف سیه دراز کشید ٭ نگه کنید که در کام اژدها خفته است

به چار موج بلا مانده است کشتیٔ ما ٭ شب سیاه و هوا تند و ناخدا خفته است

تنبّہے که پس از وقت دست داد چه سود ٭ که چشم غفلت ما باز گشت و پا خفته است

نفس به سینه نگنجد ز کثرتِ تگ و تاز ٭ هنوز همسفران طعنه زن که پا خفته است

طریق چیست گر از همرهان نه وا ماند ٭ مسافریکه دمِ نالهٔ درا خفته است

نیاز گفت چون آمد به تربتِ شاکر ٭ گدائے گوشه نشینی بمرد یا خفته است

آپ کا نیازمند
شاکر

معرکہ آرائی

سوا اک بھاگنے کے کچھ بھی بن آئی نہ مشفق سے
سرِ محفل جو شاکر نے سُنایا قافیہ بو کا

ایک مطبوعہ پرچہ کی نقل ہے کہ شہر امرتسر مین جہانقدر صاحب نے بذریعۂ اشتہار یہ اعلان کیا تھا کہ جو صاحب میرے اس شعر پر ؎ رُخ جانان پہ یون خال رُخ جانان کو قبضہ ہے ٭ محافظ جسطرح قلفل بنے کافور کی بو کا ٭ سب سے اچھا نظم کرینگے انکو مبلغ صہ روپیہ انعام اپنی جیب سے دونگا اسپر ۱۹ اگست ۱۸۹۵ع کو بابو کنھیا لال صاحب کے منڈوے مین جو جلسہ مشاعرہ کا منعقد ہوا تھا اسمین جسوقت محمد عبد القادر شاکر مدراسی نے اپنی تین غزلین سُنائین اور حاضرین جلسہ نے (جنکی تعداد تخمیناً ڈیڑھ دو ہزار ہوگی یکزبان ہوکر نعرہ کیا کہ شاکر انعام کا مستحق ہے سُننے کی تاب نہ لا کر جہانقدر صاحب مع اپنی منڈلی کے ع

یا بدست دگری دست بدست دگری ٭ کی صورت کافور کی بو بنکر اوڑ گئے کاش کے وہ پوری غزلین سنتے اور انعام موعودہ برسر مجلس ادا کر کے اپنی صداقت ظاہر کرتے تو بہتر ہوتا اب بھی انکو موقع دیا جاتا ہے کہ موعودہ رقم کمیٹی مین پیش کرین ورنہ بمجبوری بعد تین روز کے عدالتی چارہ جوئی کیجائیگی اور اونکو خرچہ کا زیربار ہونا پڑیگا غزلین جو پڑھی گئین ذیل مین درج کیجاتی ہین وہو ہذا

بیاض حسن مین ایسا ہے مطلع بیت ابرو کا — کہ جسمین یکقلم مضمون بندھا ہے سحر و جادو کا

اثر بازو مین کسکی زلف مشکین کی ہے خوشبو کا — کہ رشک نافہ آہو بنا تعویذ بازو کا

دکھایا حسن کی گرمی نے جلوہ رنگ مین بو کا — کہ رشک روغن گل ہے پسینہ روئے نیکو کا

تفاوت نور و ظلمت مین نہین ہے اک سر مو کا — مراد دل جلوہ گہ ہے لیلۃ المعراج گیسو کا

مبادا راہ بھولے کوئی رہرو ہو کے آوارہ — نہ دن کو چاہیئے کہنا فسانہ شام گیسو کا

دل آوارہ جب پھرتا ہے پھرتا ہے اسی جانب — کہ یہ قبلہ نما ہے کعبۂ محراب ابرو کا

مرا سب حوصلہ وہ چتونون مین تول لیتے ہین — یہ دل سنگ ترازو بنگیا میزان ابرو کا

دم گریہ جب آیا خون دل آنکھونسے آیا ہے — گواہ زخم دل ہے قطرہ قطرہ میرے آنسو کا

ہوا آنکھون سے میری رفتہ رفتہ موجزن دریا — فراہم ہوتی ہوتے قطرہ قطرہ میرے آنسو کا

جدائی کی مصیبت جھیلتے ہی بن پڑی آخر — نہ دلبر تھا مرے بس کا نہ دل تھا میرے قابو کا

دل مضطر بہت بیتاب ہو ہو کر تڑپتا ہے — تمھین دل دیکے پہلو کھو دیا ہے مینے قابو کا

تصور سرمہ کے دنبالہ کا دلمین جمایا ہے — کہان ہمنے لگایا ہے قلم بادام جادو کا

خدا نے موہنی رکھدی ہے چشم فتنہ سامانمین — دیا قدرت نے کیا آنکھونمین سرمہ سحر و جادو کا

بھوؤن پر ڈالکر بل ناز سے مجھ سے وہ کہتی ہین — چڑھاؤن قبضۂ شمشیر ادا مین شاخ آہو کا

خود اپنے خون کی پیاسی ہین اپنے پیٹ کی نکلے — اسیکی جان کا دشمن ہے نافہ ناف آہو کا

ہمیشہ چاہنے والونکی کمبختی ہے دنیا مین — شہیدان وفا سے کون چوکا اور کب چوکا

قدر انداز ہین کافر نگاہین اس ستمگر کی — کہ جب تاکا برے دلکو نشانہ ہی نہین چوکا

جزاک اللہ کیا بھرپور مارا ہاتھ قاتل نے
خدا رکھے سلامت زور اسکے دستِ بازو کا

تمھارے مصحفِ رخ کا نگہبان خال کیونکر ہو
کریگا کیسے قرآن حفظ یہ لڑکا ہے ہندو کا

نگہ مین جانچ لی سب اوسکی رعنائی و موزونی
تُلا کانٹے مین جتنا وزن تمھارے لبِ جو کا

چلا تیر نگہ دل پر جگر پر خنجر غمزہ
یہ حملہ اور پہلو کا یہ حملہ اور پہلو کا

جنون مین جتنی وحشت مجکو ہو اتنی ہی تھوڑی ہے
یہ دل ہے رہنے والا کوچۂ زلفِ پریرو کا

گلے شکوے بہت کرتا تھا شاکر دیکھیے کیا ہو
بہت بگڑا ہوا ہے اب مزاج اس شوخ بدخو کا

غزل دیگر صرف بو کے قافیہ مین

قلم کرکے قلم تیار کر لون شاخ شمشو کا
مجھے لکھنا ہے وصف اُس گیسوئے شبرنگ کی بو کا

ہمیشہ سوئے چشم مست ہی رخ اُنکے گیسو کا
بہت یہ جان شائق ہے مئے گلفام کی بو کا

مرا دل ہے بلا گردان کسیکے روئے نیکو کا
یہ بھونرا شیفتہ ہے عارض گلرنگ کی بو کا

رخ گلرنگ پر دونون طرف زلف معنبر ہے
بہت دلچسپ پہلو سے بندھا ہے قافیہ بو کا

مین اُس گل کا ثنا خوان ہون کہ جسکا عطر پیراہن
عطا کرتا بہار باغ کو ہے فیض خوشبو کا

شمیم کاکل عنبر فشان کا وصف لکھتا ہون
اثر باقی رہیگا تا قیامت شعر مین بو کا

وہ بلبل ہے کہ جو ہر گل کی رنگ و بو پہ شیدا ہے
نہین مشتاق مین گلہائے رنگارنگ کی بو کا

بیاض عارض رنگین کی رنگ و بو پہ مرتا ہون
دماغ اہل رشک گل مجکو نہین پھولون کی خوشبو کا

شمیم عطر مین اور رشک گل وہ بات کب پائی
بسا جو روح پرور تجھ مین عالم نکہت و بو کا

بہار باغ امکان مین نہین بوئے وفاداری
ہوا دو دن مین سارا فیصلہ پھولون کی خوشبو کا

کبھی غنچہ کبھی گل ہی کبھی ہے عطر روح گل
ہر اک پیرایۂ دلکش مین ہر عالم وہی بو کا

ریاکارون کو سب اخلاص والون پر ہی فوقیت
نہین ہر رنگ کی صورت عیان جلوہ کبھی بو کا

وہ گلدستہ ہوا تیار گلہائے معانی سے
اثر پہنچا ہے ہر اک تک ہے جسکی خوشبو کا

سخن فہمون سے ہو لطف سخن کی داد کا طالب
جو شاکر رنگ لے آئے غزل مین قافیہ بو کا

غزل اک اور پڑھ شاکر کہ تا اہل سخن سمجھیں
سخنور باندھتے ہیں اسطرح سے قافیہ بو کا

ہوائے شوق میں اُٹھا نقاب اُس شوخ گلرو کا
کمال خود نمائی رنگ میں آیا نظر بو کا

مقامِ حل ہوا یوں نافہائے ناف آہو کا
ہوا سے کھل گیا ہر پیچ زلف عنبریں بو کا

ختن میں جیسے ہے مشہور نافہ ناف آہو کا
ہماری کشورِ دل میں ہی ذکر اُس زلف کی بو کا

مگر دیکھا صبا نے کوچۂ زلف اُس پریرو کا
پتہ ملتا ہے دامان سحر سے مشک کی بو کا

بنے ہیں مشک سے دونوں طرف خالِ تہِ ابرو
بیاضِ حسن کے مطلع میں دیکھو قافیہ بو کا

عنادل وجد میں آجائیں فرطِ شوق سے سُنکر
پڑھوں جب شعر میں گلشن میں اس گلفام کی بو کا

شمیم عطر پیراہن کو پوچھو پیر کنعان سے
کھلی رہجائیں آنکھیں دیکھ پاؤ گر اثر بو کا

بتوں کی بیوفائی سے مکدر ہے دماغ اپنا
بجا اطلاق ان پھولوں کی خوشبو پر ہے بدبو کا

بھر آئے خندۂ شادی سے اشک اُن مست آنکھوں میں
کھنچا ہے عطر نرگس بادۂ گلفام کی بو کا

ہمارا خون دامن سے جو دھونا ہو تو دھو ڈالو
اثر مٹتا نہیں اس خونِ ناحق کی مگر بو کا

نگاہ مست ساقی سے اُڑے جاتے ہیں ہوش اپنے
سنگھاؤ لخلخہ مجکو سبوئے گلفام کی بو کا

حنوط اسکے لئے تیار کرتی پھرتی ہیں ہمدم
رہا جو ہم بغل برسوں بتاں یاسمن بو کا

ترے گیسوئے مشک افشان و عنبر بو کا کیا کہنا
سیاہی مشک میں ایسی نہ عنبر ایسی خوشبو کا

مری بو ہے وفا شاکر نہ جائیگی قیامت تک
نہیں میرا کفن محتاج کچھ کافور کی بو کا

نوٹ — جہانقدر صاحب نے اپنے اشتہار "فیصلہ اور قطعی فیصلہ" میں مشاعرہ اتحاد امرتسر کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ "اگر آپکو دیگر اشعار پر کچھ ناز ہو تو کسی مستند استاد کے پاس ہماری مشورہ سے ہماری مطبوعہ غزل مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۰۲ء اور اپنی غزلیں بھیجکر رائے طلب کرلیں کہ کسکا کلام اچھا ہے اور فریقین میں سے کسنے بیہودہ وقت ضائع کیا ہے" اسلئے اسکی غزل مطبوعہ اسکے ذیل میں درج کرکے اسکے جواب میں صرف شاکر صاحب کی غزل لکھی گئی ہے کہ وہ خود اسکو جہان چاہیں وہاں بھیجکر اپنا اطمینان کرلیویں

اور جہانقدر صاحب اپنا یہ شعر بجاتا خال بھی ہے چشم بد سے حسن خوبان کو ہے ہر سامنے دانۂ فلفل اگر کافور کی بو کا پسند مین پیش کرکے لکھتے ہین کہ ہماری رنگ مین شعر ہونا چاہیے جسمین خال فلفل کافور بو بندھا ہوا ہو اور انعام منعم کو خوش کرکے لیا جاتا ہی لیجیے ہمارا شعر آپکے رنگ مین ہے اور سب الفاظ موجود ہین بلکہ ہمنے رخ بھی نہین چھوڑا اگرچہ آپکے ہمارے شعر کے کچھ بھی معنی نہین ہین تاہم آپ ضرور خوش ہونگے ہمارا شعر یہ ہے رخ جانان پہ یون خال سیہ جوں دودھ مین مکھی ٭ ہر فلفل یا نظر بٹو کوئی کافور کی بو کا ٭

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ٭
در جہل مرکب ابد الدھر بماند

یہ ہمین خوب معلوم ہی کہ مدعی زبان کے اپنے ہی اشعار سی لیاقت معلوم ہو رہی ہی ایک غزل جو مشاعری سی پیشتر ہی چھپوا کر بڑے زعم کی ساتھ پڑھکر سنائی وہ خود پسند مہمل گو ہماری تردید کو کیا سمجھیگا کہ اسنے اپنے منہ سی میان مٹھو بنکر اپنی مطبوعہ غزل پر حاشیہ چڑھا رکھا ہی کہ "جسکے مطالب جسکی مضامین جسکی بندشین خاص ودیعت پروردگار ہین" اب ہم اسکی غزل کو بعینہ نقل کرکے اسکا جواب جو جناب شاکر صاحب نے اُسی رنگ اور اُسی طرز مین اپنی جودت طبع سی لکھا ہی محض انصاف پسند اور سخن فہم اصحاب کے لئے لکھ کر پیش کرتی ہین کہ وہ بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر جہانقدر صاحب کو داد سخن دین وہو ہذا

چمن آرائی کن ہر رنگ ہے تیرے ہی قبا بو کا	قول	گریبان چاک ہو گل کیطرح دعویٰ جو ہو بو کا
لکھا ہے مطلع مہمل سراسر تمنے قبا بو کا	اقول	نہین معلوم یہ ہوتا کہ دعویٰ کسکو ہو بو کا
چمن آرا درست اور یہ چمن آرائی کن کیا ہے		سراسر حشو لیکن قافیہ تو ہے یہ قبا بو کا
دم فکر سخن سایہ پڑا جو لکے گیسو کا	قول	معطر ہو گیا ہے قافیہ لکھا ہوا بو کا
یہ مطلع دوسرا لکھا ہے تمنے خوب گیسو کا	اقول	یہان بھی ہے وہی اعمال عادی آپکی خو کا
پڑا ہے کیسے اور کسپر پڑا ہے سایہ گیسو کا		معطر ہو گیا جسکے اثر سے قافیہ بو کا
یہ ہے لکھا ہوا اک حشو زائد اور بے معنیٰ		خدا کی شان ایسا مدعی مطلع مین یون چوکا

اسی کوچہ کی صورت سیر صحرا بھی معطر ہے
کھلے کوچہ مین گیسو کچھ ثبوت اسکا دیا ہوتا
ہزارون پھول سونگھے ایک بھی گل کا نہین پایا
یہ کیون اور کیسے سونگھا آپنے گلہائے بے بو کو
بھلا الفت کہان اوس دلمین جو خود محو نخوت ہو
گل تصویر کی نخوت تمھاری ہے غلط فہمی
مجھے کیونکر نہ دلسے قدر ہو پھر سبز رنگونکی
مرادف لفظ خوشبو کا ہی الرحمٰن مین ریحان
بیان بھڑا سبھی لیکن لیا مضمون قرآن سے
ہماری ہڈیان سرمہ ہون جب بھی تری الفت ہو
سیہ صندل تو دنیا مین کہین پیدا نہین ہوتا
مجھے گھائل کیا ایسا کسی کی سرد مہری نے
کہا جب لفظ "ایسا" مصرع اولیٰ مین شاعر نے
کسیکی سرد مہری سے ہوئے کسطرح تم گھائل
نہ کھولو بال تم بیہوش ہو کر گر پڑونگا مین
کھلے جب بال پھر نافہ ہی کسطرح جیسے حضرت
گل رخسار احمد پردے کے اندر مہکتا تھا
گل رخسار حضرت کو کہا تم نے مہکتا تھا
کہان ہے بام پر پردہ کہ جس پردہ سے یہ شاعر
ہماری سامنے منہدی لگائی دست دشمن نے
تمھاری سامنے منہدی لگی گر دست دشمن مین

قول — کہان گیسو کھلے اونکے کہان پہونچا اثر بو کا
اقول — اثر صحرا مین پہونچا آپکے کسطرح جیسے بو کا
قول — نہین بویا ہمین کو کچھ دماغ اچھا نہین بو کا
اقول — حقیقت مین دماغ اچھا نہین ہے آپکو بو کا
قول — کبھی ممکن نہین ہونا گل تصویر مین بو کا
اقول — نہین اثبات محویت مین ہرگز عجب کی بو کا
قول — کیا ہے وصف الرحمٰن مین ریحان کی بو کا
اقول — نہین ہے وصف الرحمٰن مین ریحان کی بو کا
نہین کرتا ہون مین بھی جرح اسپر اور پہلو کا
قول — کہ صندل گھسنے سے کچھ بھی اثر جاتا نہین بو کا
اقول — اثر ان آبنوسی ہڈیون مین کیسے ہو بو کا
قول — لب ہر زخم دلپر نام ہے کافور کی بو کا
اقول — تعلق کیا رہا پھر نام اور کافور کی بو کا
لب ہر زخم پر کیون نام ہے کافور کی بو کا
قول — تحمل ہوسکیگا نافۂ تاتار کی بو کا
اقول — یہ کہنا تھا نہین مجکو تحمل مشک کی بو کا
قول — یہ بام عرش ہے گلدستہ لی آیا ہون خوشبو کا
اقول — حیات معنوی ہے کسطرح ذہن غبی جو کا
اڑا لایا ہے چوری سے کہین گلدستہ خوشبو کا
قول — اشارہ ہے اسی انداز مین تو خون کی بو کا
اقول — اشارہ خون کا ہے یا اشارہ خون کی بو کا

ثبوت اچھا ہو یا بیہودہ یا بالکل نہ ارد ہو — اگر آخر میں رٹ دینا ہے لازم قافیہ بو کا

وہ کہتے ہیں کسی نے آگ رگ رگ میں لگادی ہے — قول — بنانا ہے کباب سیخ دلکو سونگھنا بو کا

ذرا ترکیب نحوی شعر کی پہلے بتادیتے — اقول — تو ہوتا شعر کا مطلب سمجھنا میرے قابو کا

یہ اب جانا کہ جسمیں ہوس کہئے کباب اسکو — کباب سیخ دلکو ہے بنانا سونگھنا بو کا

کلیجہ سے لگا کر جو تمھیں برسوں سُلایا ہے — قول — مری آغوش بھی غنچہ ہے بھینی بھینی خوشبو کا

کلیجہ آپکا آغوش میں ہے یا ہے پہلو میں — اقول — تو پھر آغوش کیسے بنگیا ہے غنچہ خوشبو کا

مہکتے ہیں یہ شبکو رات ہی کو یہ نکھرتے ہیں — قول — حسینونکا یہ جوبن بھی کوئی غنچہ ہے شبو کا

تھا معلوم غنچہ کا نکھرنا آجتک ہمکو — اقول — کہا جوبن کو غنچہ آپ نے کیا خوب شبو کا

خفا فیش اللیالی آپکے معشوق ہیں شاید — کہا جوبن کو جنکے آپ نے غنچہ ہے شبو کا

شمیم عشق صادق تھی گئی جو پیر کنعان تک — قول — نہیں تھا نام بھی پیراہن یوسف میں خوشبو کا

شمیم عشق صادق تھی اگر خود پیر کنعان کی — اقول — تو جانا پیر کنعان تک ہوا پھر کیسے خوشبو کا

رخ جانان پہ یوں خال رخ جانانکو قبضہ ہے — قول — محافظ جسطرح قلفل ہے کا فور کی بو کا

سیہ رو کب ہوئے ہمدم سیاہ رحان عالم کے — اقول — کہ قلفل ساتھ دیکتی نہیں کا فور کی بو کا

وہ چشم مست بادہ ریز تو ساغر بہ ساغر ہے — قول — وہ ابروئے آتشیں گویا اشارہ سبکو تو بو کا

یہ بادہ ریز تو ساغر بہ ساغر کونسی شے ہے — اقول — لغت ہے کس زبانکا اور مطلب کیسے پہلو کا

وہ ہے دوزخ کا انگارا کہ جسکے رخ کا نظارہ — اشارہ دیکھنے والونکو اب کرتا ہے تو بو کا

خدا کے فضل سے ہیں چار جانب نکہتیں اپنی — قول — کوئی ہمسے لڑا کر قافیہ لے جائیگا بو کا

دہان بند پر شاید گمان غنچہ کی کچھ ہو — اقول — زبان کھلکر بھرم سارا گیا سارا کھلگیا بو کا

جہت چھ ہوتے ہیں دنیا میں تم کیوں الٹی گھبرائی — بلند و پست عالم سے تمھارا ذہن کیوں جو کا

وفا ہندبن ڈھونڈھتے ہو تم جہاں قدر ان حسینونسی — قول — کہ جن بھولو نہیں مطلق نام بھی ہوتا نہیں بو کا

کرو مقطع ہے اب قطع نظر انشا کر مگر کہدو — اقول — نہیں بیچ پہلو اس غزل میں کوئی بھی بو کا

قومی نظم

پھر گیا ہمسے موافق جو زمانا ہوکر
گر گئے ہم نظرِ خلق سے رُسوا ہوکر

ہائے وہ قوم مسلمان کی جسکے اسلاف
مٹ گئے سیکڑون شائستۂ دنیا ہوکر

آج اس نسل کا ہر شخص پڑا پھرتا ہے
مانگتا بھیک بڑے باپ کا بیٹا ہوکر

جہل و بیدانشی و کاہلی و بے ہُنری
یہی ادبار کے باعث ہوئے اِکجا ہوکر

یہ بھی اک بات تھی کہنے کی بتقلید عوام
کہ یہان کہنے لگا مَین سخن آرا ہوکر

ورنہ اسباب حقیقی کا بمشکل ہے بیان
کہ زبان معترفِ عجز ہو گویا ہوکر

قوم کے ضعف کے اسباب بتدریج یہان
ہوگئے جمع بہم سلسلہ پیدا ہوکر

اسکی تفصیل کی کب نظم مین گنجایش ہے
تھک گیا پائے قلم قافیہ پیما ہوکر

اصل باعث کا اگر مختصراً سنئے بیان
ساری تفصیل سمجھ جائیے دانا ہوکر

جو ترقی کا سبب تھا وہ ہوا جب مفقود
پھر تنزّل ہی رہا حوصلہ فرسا ہوکر

جب زمانہ مین ہوا ختم رسالت کا ظہور
رنگ لایا چمنِ دہر شگفتہ ہوکر

ساری دنیا کو کیا سرورِ عالم نے نہال
باغ دنیا مین جب آئے چمن آرا ہوکر

دفعتہً پھونک دی دنیا مین جو جانِ معنی
کلمہ پڑھنے لگے بت بھی تو گویا ہوکر

عرب عاربہ غفلت سے جو چونکے ناگاہ
بہتون کی آنکھین کھُلی رہگئین خیرہ ہوکر

جب تُلے شیر عرب عزمِ جہانگیری پر
دیکھتے رہگئے سب محو تماشا ہوکر

ظلمتِ ظلم و جہالت ہوئی کافور تو سب
حق و باطل کو لگے دیکھنے بینا ہوکر

برق شمشیر نے جب خرمنِ باطل پھونکا
ہوگیا رات سے دن نور کا تڑکا ہوکر

قوم کا اخترِ اقبال بکایک چمکا
مطلع صبح سعادت کا ستارا ہوکر

پرتو نور حقیقت جو ہوئی جلوہ نما
حق و باطل کو تمیز آئی اُجالا ہوکر

متخلق ہوئے اخلاق حمیدہ سے وہ لوگ
جو تھے گمراہ و شقی طالب دنیا ہوکر

سادگی دین خدا کی جو ہوئی دیدہ فروز | حسن فطرت پہ مٹے سیکڑون شیدا ہو کر
پر کمالات کو بالطبع ضروری ہے زوال | وہی کانٔیہ یہان بھی رہا پورا ہو کر
بڑھتے بڑھتے جو بڑھی ہم تو ہوا زور تمام | تھک گیا پائے طلب بادیہ پیما ہو کر
ہوئی اغیار کے تقلید کی صورت پیدا | قابلیت پہ اُتر آئے ہیولا ہو کر
کوئی تعلیم ارسطو کا ہوا شیدائی | مرمٹا کوئی فلاطون کا چیلا ہو کر
کوئی قرآن پہ لگا دینے شفا کو ترجیح | ابن سینا کے خیالات کا شیدا ہو کر
کہین ترمیم شریعت کی ہوئی دُھن پیدا | نکتہ چین کوئی ہے قرآن پہ اندھا ہو کر
راستی چھوڑ کے لین کجروشونکی راہین | رہ گئے قافلہ سے راہ مین تنہا ہو کر
اہل یورپ کی ہے تقلید کا اب خبط سوار | نئی تعلیم کی تاثیر سے سودا ہو کر
کوٹ پتلون پہنکر ہوا گورو نین شمار | اِک سیہ کار سیہ بخت بھی کالا ہو کر
متبنّی کی ہدایت کی یہ تاثیر ہوئی | دُم نکل آئی چھپٹ گاہ سے چُھندنا ہو کر
جو ابوالوقت کسی وقت مین کہلاتے تھے | ابن وقت اب وہ بنے ہین متبنّی ہو کر
الغرض چھوڑ دیا راستہ وہ یارون نے | جاتا تھا منزل مقصد کو جو سیدھا ہو کر
اب نئی نسل کو سوجھی تو بس اتنی سُوجھی | کہ ہنسی دین مین کر لیتے ہین دانا ہو کر
اور اگر اس سے سوا چند قدم اور بڑھے | مرثیہ پڑھنے لگے قوم کا لیجا ہو کر
ایسی باتون سے ترقی تو بھلا کیا ہوتی | ایک رونق سی ہوئی مشغلہ پیدا ہو کر
دوستو تم سے گذارش ہی بس اب شاکر کی | کہ یہ راہین نہ چلو طالب دنیا ہو کر
تابع دین حجازی ہو جسطرح بنے | راہ تقوی کی چلو طالب مولا ہو کر
پھر وہی تم ہو وہی رحمت الطاف خدا | پھر پھلو پھولو گے تم فضل خدا کا ہو کر

قومی غزلین

کہنے والے کہتے ہین دنیا مین کیا ملتا نہین | قوم کا ہمدرد کوئی رہنما ملتا نہین

کوئی مقصد کا پتہ بے رہنما ملتا نہین — قافلہ سے پیچھے رہکر راستہ ملتا نہین

ہائے وہ ملت جسے بحر الحقائق کہتے تھے — اب اُسی مین گوہر صدق و صفا ملتا نہین

بڑھتے بڑھتے بڑھ چلا ایسا کدورت کا رواج — صاف ہوکر ایک سے اب دوسرا ملتا نہین

کور بختی نے مسلمانونکو گھیرا ہائے ہائے — پر عصا کش کا کہین مطلق پتا ملتا نہین

راہ قرآن چھوڑ کر یارون نے لی اورونکی راہ — منزل مقصود کا اس سے پتا ملتا نہین

فلسفہ کا چھا گیا ہی چشم حق بین پر غبار — اب بھٹکتے ہین کہین کو راستہ ملتا نہین

اختلاف قوم کو دے مرو بنکر جو مٹا — قوم مین ایسا کوئی مرد خدا ملتا نہین

قوم کا بیڑا ہے گرداب جہالت مین پھنسا — جو نکالے اسکو ایسا ناخدا ملتا نہین

عکس آئینہ ہے اُلٹا بے مثالی کا جواب — تیرا ثانی کوئی تیرے ہی سوا ملتا نہین

ہے خدائے وحدہٗ کی اک زمانہ کو تلاش — دوسرا ہم ڈھونڈھتے ہین دوسرا ملتا نہین

آشنائے بحر غم کا جی نہ جائے کیسے ڈوب — ناؤ ہے منجدھار مین اور ناخدا ملتا نہین

ٹھوکرین کھاتے کٹی راہ طلب مین ایک عمر — راستہ گم دور منزل رہنما ملتا نہین

خود خدا چاہے کرے جسپر عنایت کی نظر — آدمی کو اپنی کوشش سے خدا ملتا نہین

پتا پتا اسکی گلکاری کا ہے یکسر گواہ — گلشن آرا کا مگر ہمکو پتا ملتا نہین

دل بھی آفت مین پھنسا کر گیا پہلو تہی — بیکسی مین کوئی بھی درد آشنا ملتا نہین

اتفاق یکدگر ہے نور ایمان کا فروغ — مومنون مین اب پتہ اسکا ذرا ملتا نہین

الفت باہم ہے لیکن محض فضل کبریا — سعی و کوشش سے یہ دُر بے بہا ملتا نہین

دین حیات جاودان جسکے لب معجز نما — اُس مسیحا کا ہمین دار الشفا ملتا نہین

کس توقع پر کرون مین سعی اظہار کمال — میری کوشش کا کہین مجکو صلہ ملتا نہین

طوطیان ہند مین شیرین زبانی پر فدا — شاکر خوش لہجہ تیرا ہم نوا ملتا نہین

ولہٗ

بچشم غور دیکھو حال کچھ شاہان عالم کا — سلیمان و فریدون خسرو و اسکندر و جم کا

خبردار ایہا الناس آج کیا ہے رنگ عالم کا — مزاجونمین اثر ہے برہمی زلف برہم کا

بنی شکل نفاق اب بدلی شکل اتفاق ایسی — سیہ بادل کی صورت چھا گیا ہے دور پر غم کا

رہو چالاک و چست و ہوشیار اے غافلو دیکھو — ہمیشہ خواب غفلت ہے عدو اولاد آدم کا

غبار غم تھا بادل کھلکے برسا دیدۂ تر سے — جگر سے آہ نکلی برق بنکر درد دل چمکا

تپش سے بھوک کی دیدیے ہین دوزخ نے انگارے — کہ دیکھا قہر مفلس نے اثر نار جہنم کا

ہے رخصت چارہ و ارمان کو ہے دعوی یاس و حرمان کو — ہمارا دل بھی ہے مہمانسرا ان جہل محکم کا

ترقی ہو تو کیونکر اتحاد و صلح ہو تو کیون — نفاقونکے سبب مٹتا نہین جھگڑا ہی باہم کا

ترقی پائمال فتنہ رفتار غفلت ہے — کرشمہ ہے غضب غمزہ عجب میرے پری جسم کا

ہر اک محنت سے ہے سیراب کاہل خشک جاہل ہے — ہمیشہ تشنہ لب رہتا ہے پیاسا آب شبنم کا

اگرچہ حضرت انسان ہے یہ ضعف البنیان — اسی سے کام بھی ہوتا ہے شاکر دونون عالم کا

ولہ

جو باعث مفلسی کا ہے وہ سستی اور مستی ہے — مشیت سے مقدر کی بلندی اور پستی ہے

جہالت میکدہ غفلت ہے ساقی۔ بادہ مستی ہے — ہمارا صبح محشر تک خمار مئے پرستی ہے

ہے محنت مایۂ عزت۔ ہے سستی باعث ذلت — عجب تعبیر دکھلاتا ہے سچا خواب ہستی ہے

عیان ہے جہل و نادانی ہوا علم و ہنر پنہان — جو سستی تھی وہ مہنگی ہے جو مہنگی تھی وہ سستی ہے

اگر ہم تابع حکم شریعت ہوتے دنیا مین — ترقی ڈھونڈھتی ہمکو یہ شان حق پرستی ہے

جو سستی ہے عبادت مین تو ہستی ہے اطاعت مین — اسی ہٹکار کے باعث نحوست اب برستی ہے

ہمین اس ہند کی حالت پہ دل سے رونا آتا ہے — جو شہر آسودہ حالونکا تھا وہ بھوکونکی بستی ہے

پڑے ہین پیٹ مین انگارے فاقونسے یہ ہے حالت — ہماری تنگدستی بنکے شعلہ منھ جھلستی ہے

نہان ہین علم و ہنر ہم مین ہے مار آستین دنیا — ہماری ہی جہالت ہمکو ناگن بنکر ڈستی ہے

کھلا ہی باب علم و فن نہ وا ہے صنعت و حرفت
ترقی بند ہی دلمین نکلنے کو ترستی ہے

قناعت امر مجبوری کا بیشک نام ہے شاکر
ہمین ہے عار محنت سے مناسب تنگدستی ہے

ولہ

اتفاق و صلح و ہمدردی یہان کچھ بھی نہین
نام کو بھی اپنے اگلون کا نشان کچھ بھی نہین

تھک گئے چلا کے ہم پھر بھی خیال قوم ہے
ہمدمون کے دلمین تاثیر فغان کچھ بھی نہین

ہو گیا اسدرجہ اونچا اب ہمارا بھی نفاق
جسکے آگے یہ عروج آسمان کچھ بھی نہین

کاہلون سے کہتی ہے دنیا کہ کھاؤ رنج و غم
حصہ تمکو خوان نعمت سے یہان کچھ بھی نہین

دیکھکر بھی غیر قومون کی عروجی پست ہین
وائے نادانی خیال عز و شان کچھ بھی نہین

تھا حمیت سے کبھی یہ رشک گلزار ارم
ہائے اب تو رونق ہندوستان کچھ بھی نہین

کاہلی خود ہے عدوئے وجہ تحصیل معاش
کیا کرے تیر ہدف زور کمان کچھ بھی نہین

مثل آئینہ ہے دنیا فکر عقبیٰ ہیچ ہے
ہے ادھر ہی سب ادھر اے مہربان کچھ بھی نہین

گنتے ہین ہم نفس کی خواہش کو سب کچھ ہی بھی
وائے نادانی متاع دو جہان کچھ بھی نہین

بند آنکھین جب لگین ہونے تو یہ ہم پر کھلا
حاصل دنیا بجز وہم و گمان کچھ بھی نہین

تلخ گفتگوئی بھلی اور قند شیرین ہے برا
وصف بت مین شاکر شیوا بیان کچھ بھی نہین

ولہ

صاف مطلع قوم کی بدبختیون کا ہو گیا
داغ افلاس و الم مہر مجلا ہو گیا

کل ہمارا ہاتھ یون اوپر تھا اب نیچے ہے یون
دو ہی دن مین دیکھئے یہ حال کیسا ہو گیا

ہے زوال علم سے بیشک زوال آبرو
جب ہوا بے آب گوہر تو وہ سستا ہو گیا

شامت اعمال سے ہم پر مسلط غیر ہین
خود سیہ کاری عمل اب دشمن اپنا ہو گیا

ڈوب کر دریا مین بھی جنکی گھڑی سوکھی رہی
ہم ہوئے ننگے تو سمجھے خشک دریا ہو گیا

روکھی صورت سوکھا دم لب پر ہنسی افسوسناک
دید کے قابل مرے سائل کا چہرا ہو گیا

آب رُخ بے آب اور سائل کی ہمت آبدار
خشک دریا ہو گیا پُر آب صحرا ہو گیا

چشم نم ہین اسقدر مفلس اب انکے روبرو
ابر تر کیا چیز ہے بے آب دریا ہو گیا

بات دلمین اور تھی نکلی زبان سے اور کچھ
شکر مین کرنیکو تھا شاکر وہ شکوا ہو گیا

ولہ

جو خادم قوم کا ہو وہ بشر مخدوم دوران ہے
مسلمانونکی ہمدردی مسلمانونکا ایمان ہے

ہوا جس شمع سے روشن چراغ دین و ایمان ہے
وہی شمع منور اب چراغ زیر دامان ہے

تمیز نور و ظلمت خاک ہو ظلمت پسند ونکو
ہماری قوم کی غفلت کا اللہ ہی نگہبان ہے

سیہ بادل قرانِ مہر و مہ پر ہے تنزل کا
ترقی کا ہمارے نیرِ اقبال نہان ہے

جو ہمت سے ہین زندہ دل وہی سیراب ہوتے ہین
بھر آبِ بقا سے چشمۂ خورشید تابان ہے

اٹھو کوشش کرو تن پروری کا نام ہے غفلت
کہان دل لگیا سستا تمھین سستی کا سامان ہے

اُگلتے ہین خزانے اب مین وہ آسمان دونون
یہ قوت علم کی ہر علم مین یہ بات نہان ہے

چھپائے ہین بحر و بر کو جہان ڈالا علم حکمت نے
بیابان اب سمندر ہے سمندر اب بیابان ہے

نہین تو حالی و شبلی نہین تو ارشد و آسید
شکایت قوم کی شاکر ترے منھ سے نہ شایان ہے

قومی رباعی

جو قوم کی بہبودی کو چاہے کوئی
در اصل زمانہ مین ہے انسان وہی

شاکر یہ ہے باعثِ نجاتِ دارین
ہے اسمین خدا رسول دونون راضی

ولہ

لازم ہے موافقت زمانہ سے بہم
ہمسے نہ موافقت کرے زمانہ کوئی دم

جس رُخ یہ پھرے اُدھر ہے ہمکو پھرنا
وہ بے غرض اور اہل غرض ہم اور ہم

ولہ

سُستون کا ہمیشہ ہے زمانہ دشمن
مستون کا مدام آب دانہ دشمن

دانا یہ زمانہ ہے تو نادان سستی
نادان محب ہمی خوب ہے دانا دشمن

ولہٗ

ہین علم کے ساتھ فخر و عزت دونون
ہین جہل کے ساتھ رنج و ذلت دونون
لازم ہے بشر کو حق و باطل کی تمیز
خاص اسکے لیے ہین ناز و نعمت دونون

ولہٗ

امید تو بڑھتی ہے برابر ہر روز
اور عمر یہ گھٹتی ہے سراسر ہر روز
جو بڑھتی ہی گھٹتی ہے وہ نیت شاکر
بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے مقدر ہر روز

رباعیات

کچھ دار علائق ہین نہین ہم آئے
دربار خلائق ہین سکرم ئے
دنیا ہے عجب مقام حیرت افزا
جنت سے یہان حضرت آدم آئے

ولہٗ

ہے جامہ انسانین کہین جوڑ نہ توڑ
کترن ہے نہ سیون ہے نہ ٹکڑا ہے نہ جوڑ
قدرت نے پنھائی ہے یہ کسوت شاکر
تو غیر ہے دھلوانہ اسے اور نہ نچوڑ

ولہٗ

آئینۂ حق نما جلا رکھتا ہے
باطل کا غبار کب صفا رکھتا ہے
باطل کی نمود چار دن ہے شاکر
جو حق ہے وہ شوکت ہی سدا رکھتا ہے

ولہٗ

کیا علم ہے وہ سینہ بسینہ جاری
آیت کے مطابق ہین حدیثین ساری
اظہر ہے من الشمس رموز قرآن
پوشیدہ نہین علم جناب باری

ولہٗ

ہو اپنی زبان سے کوئی کیا اچھا
ہوتا نہین اچھائی کا دعوی اچھا
ہوتی ہے زبان خلق نقارہ حق
اچھے کو کہے زمانہ اچھا اچھا

ولہٗ

موتی نے صفا سے آبرو پائی ہے
پھولون نے شگفتگی سے بو پائی ہے
انسان ہے وہی عزیز ہر دل شاکر
جس شخص نے دلپسند خو پائی ہے

ولہٗ

بلبل ہے اسیر خوشنوائی کے سبب
برباد ہین پھول خود نمائی کے سبب
ہے عجز و فروتنی سے عزت شاکر
انسان ہے ذلیل کبریائی کے سبب

قطعہ
مجھکو اللہ نے محبوب بنایا واللہ
آصف وقت و سلیمان زمن ملک پناہ
کیا تری ذات خداداد میں ہے فضل کمال
میر محبوب علی خان بہادر ذیجاہ
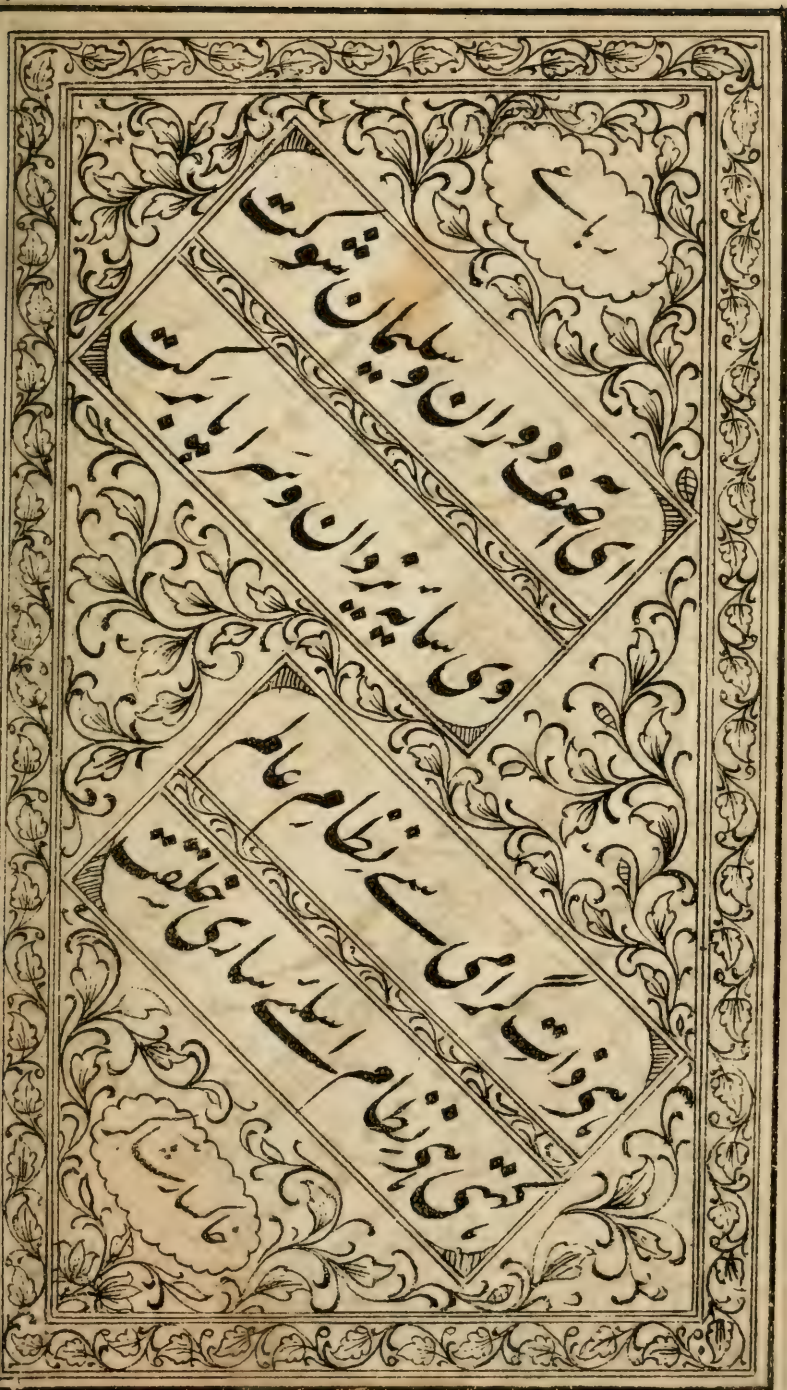
اشتہار
اس کتاب یعنے گلزار شاکر معروف بہ
مثنوی چندربدن ماہیار کی قیمت بلامحصولڈاک ۶/
تحفہ شاکر - اسمین بڑے بڑے معرکہ کی غزلین جو اساتذہ
کے مقابلہ مین ہوئی ہین مندرج ہین قیمت بلامحصول ۲/
گلدستہ شاکر - اسمین قوالی غزلین و فرمائشی غزلین چند مندرج ہین بلامحصول ۲/
مثنوی نالمہ شاکر اسمین عشق مجازی سے عشق حقیقی کا فوٹو دکھلایا گیا ہی بلامحصول ۷/
یہ کتب جناب وی - عبدالرحیم صاحب سوڈا کمپنی مقام ونمباڑی سے ملتی ہین
اور جناب جی - عبدالرحیم صاحب کمپنی سوداگر چرم
کمیشن ایجنٹ مقام دھاراوی بمبئی ۱۷ سے بھی ملسکتی ہین
دیوان شاکر - قابل قدر دیوان ہی غزلین سراپا مرصع ہین قیمت ۴/
یہ دیوان شاکر - ایس - اے - بی - بخشی کمپنی محلہ گینڈا
تالاب نمبر ۱۱۷ کلکتہ سے ملتا ہے -
چمنستان شاکر - اسمین دس ہزار نصائح حکمائی سلف کی مرقوم
ہین کتاب مقبول عام ہی بلامحصول قیمت ۱۲ / یہ کتاب
موجود نہین عنقریب بار دویم چھپیگی -
المشتہر
جی - عبدالرحیم صاحب کمپنی سوداگر چرم کمیشن ایجنٹ مقام دھاراوی بمبئی نمبر ۱۷